(۱)

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

جلد اول | بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء | نمبر اول

فہرست مضامین

Digitized by Khilafat Library

مطبع فیض عام لاہور میں چھپکر باہتمام انجمن اشاعۃ اسلام ۲۰ مارچ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوا

قیمت سالانہ معہ محصولڈاک ادنے کاغذ پر ۸/ ...... قیمت سالانہ معہ محصولڈاک اعلیٰ کاغذ پر للعہ

(۱)

پراسپکٹس

یہ رسالہ انجمن اشاعت اسلام قادیان کے اہتمام سے نکلتا ہوا ور مارچ ۱۹۰۲ء سے ہر مہینہ کی بیس تاریخ کو دارالامان قادیان سے شایع ہوا کریگا۔ مقاصد رسالہ ہذا ہم آگے چل کر بیان کرینگے۔ پہلا سوال جو اس رسالے مین پیش ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ گناہ سے انسان کو کیونکر نجات حاصل ہو سکتی ہے اور اس سے شروع ہو کر نہ صرف تمام مذاہب پر ریویو کرنا اور حق کو باطل سے امتیاز کر کے دکھانا اس کا کام ہوگا۔ بلکہ ان تمام مسئلون کو جن پر مذہب کی بنا ہے یا جن کے لئے مذہب کا وجود ہے حل کرنا اس کے مدنظر ہے۔ علاوہ اس کے اس رسالہ مین ہم تمام اعتراضات کا جواب دین گے جو مخالفین اسلام مذہب اسلام یا اس کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اس کی مقدس کتاب قرآن کریم پر کرتے ہین اور اگر کوئی صاحب اس قسم کے اعتراضات رکھتے ہون تو ان کو چاہئے کہ ایسے اعتراضات کو مدلل کر کے ایڈیٹر رسالہ ہذا کے پاس بھیجین اور پھر ان کا جواب وقتاً فوقتاً رسالہ مین شایع ہوتا رہیگا +

ہم اس بات کا بیان کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہین کہ مذاہب کی موجودہ صورت مین ایک عظیم الشان تبدیلی اور اصلاح پیدا کرنا اور گناہ سے نجات حاصل کرنیکا طریق بتانا اور عملی طور پر اس پر چلنے کی قوت پیدا کرنا یہ سب ایسے کام ہین جو انسانی قوتون کے ذریعہ سے انکا پورا کر دینا محالات مین سے ہے۔ مگر اللہ تعالے نے اپنے فضل سے اس وقت آسمان سے ایک ایسا سلسلہ قایم کر دیا ہے جس کی رہنمائی سے ہم اس عظیم الشان کام کو پورا کرنے کی امید کرتے ہین یہ سلسلہ خدائے تعالےٰ نے اپنے طاقتور ہاتھ کے ساتھ اپنی ازلی اور لاتبدیل سنت کے مطابق قائم کیا ہے جسکے انتظار مین آنکھین آسمان کی طرف لگی ہوئی تھین وہ آگیا ہے خدائے تعالے کے پاک نبیون نے اسیوقت کا ذکر کیا تھا اور پاک نوشتون مین خبر دیگئی تھی کہ آخری زمانہ مین آدم ثانی مشرق سے مبعوث ہوگا

جیسا کہ پہلے آدم کو بھی مشرق کیطرف ہی جگہ دی گئی تھی۔ حضرت میرزا غلام احمد صاحب جنکو اللہ تعالی نے مسیح موعود ہونے کیلئے چن لیا ہے ان تمام پیشگوئیوں کو پورا کرنے والے ہین جو مسلمان عیسائیون اور یہودیون کے ہان چلی آتی تھین کہان اور کس غرض کے لئے یہ آفتاب صداقت طلوع ہوا ہی ہم کسی اور جگہ بیان کرینگے اس جگہ آپ کا اسم مبارک ظاہر کرنیسے ہماری صرف یہ غرض ہی کہ اس رسالے کے ہر ایک نمبر مین حضرت موصوف کی طرف سے لطیف اور قیمتی مذہبی مضامین درج ہوا کرینگے آپکے علاوہ دوسرے جلیل القدر علماء و فضلا کے مضامین بھی اس رسالے مین درج ہوتے رہینگے اور اگر کوئی صاحب رسالہ ہذا کے مقاصد کو مدنظر رکھکر رسالے کے لئے مضامین لکھنا پسند فرماوین تو نہایت خوشی سے قبول کئے جاوینگے +

ہم اس امر کے بیان کرنے سے رک نہین سکتے کہ ہم اس رسالے کو کسی مالی فائدہ کی غرض سے ہرگز شائع نہین کرتے بلکہ اصل مقصد ہمارا حق کی خدمت ہے۔ مذہب کی گری ہوئی حالت ہی ہماری اس عظیم الشان ذمہ داری کے اٹھانے کے لئے محرک ہوئی ہی۔ ہم اس بات کو بھی اچھی طرح سے سمجھتے ہین کہ جو صاحب مذہبی تعصب کیوجہ سے اپنی رائے اور عقیدہ کو تمام غلطیون سے مبرا اور دوسرونکے مذاہب کو ہر ایک خوبی سے خالی سمجھے بیٹھے ہین ان کے مذاق ہمارے رسالے کو پسند نہ کرسکینگے کیونکہ وہ دلایل سے کام لینا نہین چاہتے بلکہ جو عقیدہ ان کے دلون مین جم گیا ہی اسی پر اصرار کے ساتھ قائم ہین - یہ رسالہ ان لوگون کے لئے ہے جو حق کے طالب ہون اور جو دلائل کے مل جانے پر ہر ایک امر کو قبول کرنے کو تیار ہون۔ ہمین اس امر کی کچھ پروا نہین کہ فلان فرقہ یا فلان اشخاص ہمارے اظہار خیالات کو پسند کرینگے یا نہین۔ کیونکہ تاریخی طور پر یہی شہادت ملتی ہے کہ جس شخص نے سچائی کیطرف بلند آواز سے پکارا اسکے ساتھ تمام لوگون نے بری طرح سے ہی سلوک کیا۔ کوئی مصلح اور کوئی نبی اس سے مستثنے نہین رہا انسانی فطرت آج بھی وہی ہی جو پہلے تھی اس لئے ہم کسی اور سلوک کی امید نہین کرسکتے مگر ہر ایک طالب حق پر لازم ہے کہ رائے لگانے سے پہلے ہمارے دلائل کا اچھی طرح سے موازنہ کرلے +

مقاصد رسالہ ہذا

اس رسالہ کے جاری کرنیسے ہماری غرض مشترکت ہے کہ دنیا کو اخلاقی اور اعتقادی اور علمی اور عملی سچائی کی طرف کھینچا جائے۔ اور نیز یہ کہ وہ ایک خاص کشش سے ایسے طور سے کھینچے جائیں کہ ان امور کی بجا آوری مین ان کو ایک قوت حاصل ہو۔ کیونکہ یہ مسئلہ نہایت سچا اور قابل قدر ہے کہ محض نیکیون کا علم ہونا نیکیون پر قائم نہین کر سکتا بلکہ ہر یک زمانہ مین ایک ایسے وجود کی ضرورت محسوس ہوتی ہی جو قدرتی طور پر ایک کشش کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہو۔ مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ مین اس قدر پادری موجود نہ تھے جو اب موجود ہین اور اس قدر فلاسفر پائے نہ جاتے تھے جو اب پائے جاتے ہین اور دین کی اشاعت کیلئے اس قدر مال موجود نہ تھا جو اب موجود ہے مگر باوصف ان تمام اسباب کے جو عیسائیت کیطرف کھینچنے کیلئے جا بجا نظر آرہے ہین پھر باعث حقیقی کشش کے نہ ہونیکے حقیقی تقوے اور پاکیزگی کا وجود جو ٹھیک ٹھیک انجیل کی منشاء کے موافق ہونا چاہیئے مفقود ہے یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے شہرون مین داخل ہوتے ہی ایسے قابل نفرت نظارے دکھائی دیتے ہین کہ اگر حضرت مسیح دوبارہ زندہ ہو کر ان شہرون کا سیر فرماتے تو وہ بہت تعجب کرتے کہ اس بیقیدی اور عیاشی اور نفس پرستی سے زندگی بسر کرنیوالے اور دنیا سے دل لگانے والے کیونکر اپنے تئین ان کی طرف منسوب کرتے ہین۔ پس بلاشبہ وہ زمانہ جبکہ ایک پاک کشش کا وجود عیسائیونکی جماعت مین موجود تھا یعنی یسوع مسیح وہ اور قسم کی تاثیرات اپنے اندر رکھتا تھا اور اب یہ زمانہ اور قسم کی طرز پر چل رہا ہے اس قدر تفاوت اور فرق کا کیا سبب ہے۔ اسقدر انقلاب کن وجوہ سے پیدا ہو گیا ہی اور اب اس حقیقی پرہیزگاری سے اکثر لوگ الگ ہو کر بیقیدی اور شراب خوری اور عیاشی اور مستانہ زندگی کے کیون عادی ہو گئے ہین اسکا کیا سبب ہے اور کیون وہ لوگ دنیا کی فراہمی کیلئے حد سے زیادہ مصروف پائے جاتے ہین جن کو انجیل مین کل کا فکر کرنے سے ممانعت تھی اور کیون ایسی قوم مین ہزارہا کسبیان پیدا ہو گئی ہین جن کی کتاب مین یہ لکھا تھا کہ جو شخص ایک نامحرم عورت کو بدنظری سے دیکھتا ہے وہ اپنے دل مین اس سے زنا کر چکا اور کس وجہ سے ایک یورپین عیسائی جو مثلاً انگلستان کا رہنے والا ہے زنا کے ارتکاب سے جو ایک بے شوہر عورت سے وقوع مین آوے کسی جرم کا مرتکب سمجھا نہین جاتا لیکن اگر ایسی عورت سے شادی کرے تو مجرم ہی۔ کیا ایک پاک کانشنس شہادت دے سکتا ہی کہ حضرت مسیح کا یہی

منشار تھا۔ اور کیا ابراہیم یعقوب موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان خدا کے مجرم تھے۔ اور قابل شرم جنہون نے تعداد ازدواج کے
حریت کو موت تک بنایا۔ اور کیا جس حد تک یورپ مین شراب نوشی کی ترقی ہو رہی ہے حضرت مسیح کا یہی منشار تھا۔
کیا ان تعلیمونکا ٹھیک ٹھیک عمل ہو رہا ہے کہ ایک گال پہ طمانچہ کھاکر دوسری بھی پھیر دو۔ پھر ان تمام باتون
کا کیا سبب ہے۔ کیا یہی نہین کہ وہ وجود مبارک عیسائیون مین موجود نہین جو حواریون کے عہد مین موجود تھا مسیح
تو آسمان پر نہین گیا بلکہ جیسا کہ ثابت کیا گیا ہے اس کی مقدس لاش سری نگر کشمیر محلہ خان یار مین مدفون ہے مگر
یہ سچ ہے کہ وہ کشش جو اسکے وجود کے ساتھ نازل ہوئی تھی آسمان پر چلی گئی ہے۔ اور نبیون کی کتابون مین ہے کہ
ایک مرتبہ پھر وہ کشش ایک اور مظہر لیکر زمین پر نازل ہوگی جس سے یہ سمجھا جائیگا کہ دوبارہ مسیح آسمان سے نازل ہوگیا
ان باتون کے ذکر کرنیکا ایک اور موقع ہے اسجگہ تو ہمارا صرف یہ مطلب ہے کہ اخلاقی اور اعتقادی اور عملی نیکیون کو
دلون مین قائم کرنیکے لئے صرف کتابین کافی نہین ہین اور نہ ایسے لوگ کافی ہین کہ بازارون مین نیکی اور راستبازی
کا وعظ کرین اور پھر جب گھر مین آوین تو چند گلاس شراب کے پیکر صبح کے دس بجے تک خبر نہ ہو کہ کہان ہین۔ یہ سچ
ہے کہ جو آسمان سے آتا ہے وہی آسمان کی طرف لیجا سکتا ہے اور جو خود دیکھتا ہے وہی دکھا سکتا ہے اور جو شخص
ایک پاک تبدیلی کے رنگ مین آتا ہے وہی تبدیلی کرا سکتا ہے خدا کے وجود کا راز نہایت مخفی ہے اس راز پر بھی حالت
مین اطلاع ہو سکتی ہے کہ جب انسان گندی زندگی سے نکل کر ایک پاک زندگی حاصل کرتا ہے اس صورت مین وہی
سوال پھر پیدا ہوتا ہے کہ کیونکر گندی زندگی سے نکلے۔ اسکا جواب یہی ہے کہ ان فوق العادت تبدیلیونکے لئے
ایک صاحب کشش کا وجود ضروری ہے یعنی وہ وجود جو نہایت پاک اور صاف ہونے کی وجہ سے استعارہ کے
رنگ مین خدا کا مظہر کہلاتا ہے جو زہریلے مادون کو دور کرتا اور انکے عوض مین ایک جان بخش تریاق عطا
فرماتا ہے جو سفلی زندگی کی سفلی عادتون کو دور کرتا اور خدا کے پاک اخلاق سے ظلی طور پر حصہ بخشتا ہے شمس اور
قمر کے دائمی دورہ پر غور کرو اور پھر سمجھو کہ تازہ روشنی پانے کیلئے ہمین ہر صبح تازہ طلوع کی ضرورت
ہے کل کا آفتاب آج ہمارے کام نہین آسکتا۔ آج کے لئے آج کا آفتاب چاہئے مثلاً وہ بزرگ جو پیلاطوس
کے زمانہ مین یہودیون مین اٹھا تھا وہ بھی آفتاب تھا مگر صرف ان دنون تک جبکہ اس کی کشش دلونکو محسوس
ہوتی تھی جبکہ وہ اپنے لوگون مین ایک فوق العادت زندگی کا نمونہ دکھلاتا تھا اب وہ آفتاب تو ہے۔
مگر غروب شدہ اسی وجہ سے وہ روشنی جو اسکو دیگئی تھی اور وہ چمک جو ہیرے کے ٹکڑے کیطرح اسمین محسوس
ہوتی تھی اسکا اسکے نام لینے والون مین نام و نشان نہین۔ اس چمک کا انسان خدا تو نہین ہوتا۔ مگر خدا

اس سے جدا بھی نہین ہوتا۔ وہ الٰہی طاقتون کا سرچشمہ ہوتا ہے اور خدا کی نادر اور مخفی قدرتین جو عام
طور پر ظاہر نہین ہوتین ایسے شخص کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہین اور ایسے شخص خدا کے مظہر اور اوتار
اور خلیفہ کہلاتے ہین یعنی الٰہی طاقتون کے دکھلانے مین خدا کی گدّی پر بیٹھتے ہین خدا ایک ہی اور واحد
لاشریک مگر ایسے لوگ ہزارون دنیا مین ہو گزرے ہین۔ اسکی مثال ایسی ہی ہی جیسا کہ ایک منہ ہزار
آئینہ مین ہزار دکھائی دیکھتا ہے مگر پھر بھی وہ ہزار نہین بلکہ ایک منہ ہی یہ دنیا ایک انعکاسی تماشا اپنے
اندر رکھتی ہی یا یون سمجھو کہ خدا اور شیطان کا منہ دیکھنے کیلئے یہ ایک شیش محل ہے بعض شیشون کے مقابل
خدا کھڑا ہو گیا۔ پس بالضرورت خدا کا چہرہ ان مین دکھائی دیا۔ اور بعض شیشون کے مقابل شیطان آموجود
ہوا۔ ان مین شیطان کا چہرہ دکھائی دیا۔ مگر ان اظلال سی یہ نتیجہ نہین نکالنا چاہئے کہ یہ خدا ہین۔ خدا ایک
ہے مگر یہ ہزار ہین۔ ہزارون خدا کے مظہر ہین اور ہزارون شیطان کے مظہر۔ یہ ادب سے دور اور واقعہ
کے مخالف ہی جو شیطان کے کامل مظاہر مین کثرت رکھی جائے اور خدا کا کامل مظہر صرف ایک ہی خدا نے
آدم کو پیدا کر کے اپنا مظہر بنایا۔ اور بعد مین شیطان نے قابیل کو اپنا ظل کہدیا۔ اسوقت سے اظلال الرحمٰن اور
اظلال الشیطان کا سلسلہ چلا آیا ہے۔ سو کسی ایک مین خدا کے مظہر کو محصور رکھنا غلطی ہی۔ ہر یک زمانہ تازہ
مظہر کا محتاج ہے جیسا کہ تازہ روشنی کا اور جب کسی قوم مین مظہر الٰہی باقی نہین رہتا تو وہ قوم دنیا
کی طرف جھک جاتی ہی اور گناہ اور ناپاکی سی رک نہین سکتی۔ شہادت کیلئے واقعات خارجہ سے
بڑھکر کوئی چیز نہین۔ جیسا کہ مین ابھی بیان کر چکا ہون کہ جس زمانہ مین حضرت مسیح اپنے شاگردون مین
موجود تھے۔ اس وقت کیسی دن رات ان لوگون کی خدا کی طرف ربودگی تھی اور جب حضرت مسیح نبیانہ
نہ رہے اور نہ انکے شاگرد رہے تب دن بدن انقلاب پیدا ہوتا گیا یہی اسلام کا حال رہا ہی ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی نہایت زبردست کشش نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہ صرف بت پرستی اور مخلوق پرستی سے چھوڑا
کر خدا پرست بنایا تھا بلکہ درحقیقت انکے اندر سے دنیا کی طلب کو مسلوب کر دیا تھا اور وہ خدا کو دیکھنے لگے
تھے۔ وہ نہایت سرگرمی سے خدائی راہ مین ایسے فدا تھے گویا ہر ایک انمین سی ابراہیم تھا انہون نے
کامل اخلاص سے خدا کا جلال ظاہر کرنے کیلئے اور بتون کی عزت مٹانے کیلئے وہ کام کئے جسکی نظیر بعد اسکے
کبھی پیدا نہین ہوئی۔ انکے اخلاص کی برکت سے فتوحات ملکی مین وہ کام کئے جو اعلیٰ درجہ کی توپین بھی
اس زمانہ مین ہو نہین سکتے جب ہم اس بات کا خیال کرین کہ جب وہ خدمت پر لگائے گئے تب عرب کی

کفر اور بت پرستی کی کیا حالت تھی اور جب وہ خدمت کو ادا کر چکے تو کیسی تبدیلی ظہور مین آئی تو ہمین
اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ان مین سچائی اور سرگرمی کی فی الواقع روح پھونکی گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی پاک سرگرمی نے فوق العادت اثر ان مین ڈالا تھا وہ ہر ایک فسق و فجور سے ایسے مجتنب تھے گویا
خدا کو دیکھ رہے ہین۔ اور نیکی مین ایک دوسرے پر سبقت لیجانے پر حریص تھے۔ پھر جن لوگون نے ان راستبازون
کو دیکھا اور زیادہ جنھون نے ان دیکھنے والون کو دیکھا وہ بھی نسبتاً آیندہ نسلون کے عام آدمیون سے
ایسے ممتاز تھے کہ اگر وہ انکا زمانہ پاتے تو انکو مسلمان نہ سمجھتے۔ اسکا کیا سبب تھا۔ وہی سبب تھا۔ یعنی
کشش کرنے والے وجود کا موجود ہونا یا اسکا زمانہ قریب ہونا۔ پھر بعد اسکے وہ اس تقوے پر قائم نہ رہے
جیسے قرون ثلثہ کے لوگ قائم تھے۔ اگرچہ چار باتون مین مسلمان ابتک عیسائیون کی نسبت عمدہ حالت مین
ہین (۱) یعنی وہ حقیقی خدا پر ایمان رکھتے ہین کسی مخلوق کو خدا نہین بنایا۔ (۲) شراب خوری جو اخلاق
کی سخت دشمن اور ام الخبائث ہے اس مین عیسائیون کی طرح ترقی نہین کی۔ بلکہ بہت کم اور السیء کم کہ گویا نہین
(۳) ایسا ہی قمار بازی مین بھی انمین نسبتاً نہایت کمی پائی جاتی ہے (۴) ایسا ہی نسبتی طور پر خدا نے
ان کے مردون اور عورتون کو بدکاری سے بہت محفوظ رکھا ہے اسکا یہ سبب ہے کہ ایسے وجودون کا سلسلہ
کبھی کبھی ان مین سے مفقود نہین ہے جو نیکی کیطرف کھینچتے ہین۔ ہان صاحب کشش کے مفقود ہونے کے زمانہ مین
انکی حالت پرہیزگاری بھی کمی پر آجاتی ہے۔ ان تمام واقعات سے ثابت ہے کہ دنیا کی اصلاح کے لئے بہت
ضروری ہے کہ جب ایسا زمانہ گذر جائے جس مین صاحب کشش موجود ہو یا اسکی پاک تاثیرون کا زمانہ بھی گذر جائے
تو قدیم سے یہی سنت اللہ ہے کہ ایک اور صاحب کشش پیدا ہونا چاہئے جو تاثیرون کو پھر قائم کر کے تمام
پیروی کرنے والی روحون کی گاڑیون کے لئے انجن کی طرح ہو جاتا ہے غرض یہ وہ اصل الاصول ہے
ہے جو تمام مرکز ہدایت اسی پر گھومتا ہے اور نبیون کا اسی پر اتفاق ہے کہ پاک تبدیلی کے لئے ایسے
صاحب کشش کا ہونا ضروری ہے جو متفرق لوگون کو ایک سوسائٹی کے رنگ مین لاتا ہے۔ اور دو مضبوط
رشتے ان مین قائم کرتا ہے (۱) ایک خدا سے کہ وہ اس سے ایسا کامل تعلق کر لیتے ہین کہ اسی کے ہو جاتے ہین
(۲) اور ایک رشتہ باہمی جو انکو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیتا ہے۔ لیکن یہ سوال کہ وجود جاذب مین
جو صاحب کشش ہے کیا چیز ہوتی ہے جس سے وہ لوگون کو اپنی ذاتی خاصیت سے سچائی کی طرف کھینچتا ہے
اسکا جواب خدا کی کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وجود جو انسانون کو سچائی کی طرف کھینچتا ہے وہ دو قسم کے

کمال اپنے اندر رکھتا ہے (۱) ایک یہ کہ خدا تعالےٰ کی جناب مین اپنی کامل محبت کے ساتھ وہ ایسا محو شدہ
ہوتا ہے کہ بباعث تجاذب طبعی کے الٰہی انوار اسکو اپنے اندر لے لیتے ہین اور جیسا کہ مثلاً ایک لوہے کا
ٹکڑہ بھڑکتی ہوئی آگ سے متاثر ہو کر آگ کی صورت پر آجاتا ہے ایسا ہی ظلی طور پر اس سے بھی
اچھے خواص صادر ہونے لگتے ہین۔ ابتدا یہ ہوتا ہے کہ اسکی روح سفلی زندگی سے بیزار ہو کر طبعاً چاہتی
ہے کہ تاریکی کے کرہ سے باہر آوے۔ تب اس کی طبیعت کا پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ تاریکی کے تعلقات کو توڑتا
ہے اور ہر ایک روک جو اس مین اور اسکے خدا مین ہے اسکو دور کرتا ہے اور ہر ایک قسم کی ارضی
کثافت سے اپنی روح کو الگ کر دیتا ہے اور بیوفائی اور خودنمائی اور خود پرستی اور غیر اللہ کا خوف
اور غیر اللہ کی امید اور خدا کی راہ مین اپنی نفسانی اغراض کو مدنظر رکھنا جو کثافت کی جڑھ ہے اپنے
نفس سے دور کر دیتا ہے۔ تب اسکا نفس ایک پانی کے قطرہ کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف بہتا ہوا چلا جاتا
اور آخر اس بحر وحدت سے پورا قرب حاصل کر کے الٰہی اخلاق سے پورا حصہ لے لیتا ہے اور انجام کار
اس موافقت تامہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس طرح خدا اپنی نوع انسان سے طبعاً محبت کرتا اور ان کی بھلائی
چاہتا ہے۔ یہ بھی اسی طرح طبعاً اپنی نوع سے محبت کرتا اور انکے دین اور دنیا کے متعلق بھلائی چاہتا ہے
اور انسانون کی ہمدردی کے لئے ایک سادہ دل اسکو دیا جاتا ہے جس مین کوئی پیچ اور یل چھل نہین ہوتا۔
اور اسکے کلام مین کسی ہار جیت کا خیال مقصود نہین ہوتا اور محض رہنمائی اور ہمدردی کا جوش ہوتا ہے اور
سچی ربوبیت اور سچی رحمت اور سچی عدالت اسکو عطا کیجاتی ہے اور جس طرح آئینہ مین ایک تصویر
منعکس ہو جاتی ہے اسی طرح الٰہی اخلاق کی تصویر اسکے اندر منقش ہو جاتی ہے۔ اور ان معنون سے واقعی
طور پر وہ خدا کا خلیفہ بنجاتا ہے تب وہ خدا جو کسی استعداد کو ضائع کرنا نہین چاہتا اس کامل انسان مین
افادہ اور ہمدردی مخلوق کی صفات پاکر زمین کے لوگون کی طرف اپنے حکم سے اسکو روانہ کرتا ہے تا انکو
آغوش تربیت مین لیکر سفلی زندگی سے نجات بخشے اسی کی طرف قرآن شریف کی آیت اشارہ کرتی ہے
دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ یعنی وہ انسان کامل جس پر قرآن نازل ہوا وہ خدا سے
اس قدر نزدیک ہوا کہ آخر الٰہی اخلاق سے معمور ہو کر دنیا کی طرف ان کی اصلاح کے لئے اُسکو لوٹنا
پڑا اور چونکہ دو جوش اس کی فطرت مین کامل طور پر موجود تھے ایک خدا کی محبت کا جوش اور دوسرا
مخلوق کی ہمدردی کا جوش اسلئے اسکا نفسی نقطہ دو قوسون کے اندر واقع ہو گیا اور جیسا کہ ایک خط

قوس ربوبیت
خط محمدی
قوس مخلوقیت
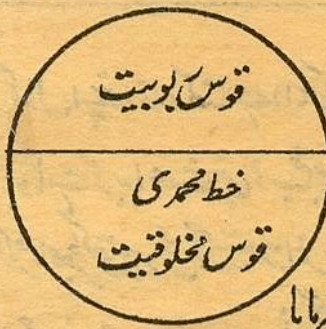
وتر دو قوسون کے اندر ہوتا ہے ایسا ہی اس نے بھی قوس ربوبیت اور قوس مخلوقیت کے عین وسط مین جگہ لی اس طرح پر غرض یہ وہ فلاسفی ہے جو مسئلہ خلافت کی حقیقت کو کھولتی ہے۔ خدا نے جسقدر نبیون کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ پہلے ان کو اس امتحان مین پاس یافتہ قرار دیکر پھر روانہ فرمایا ہے یہ کہنا غلطی ہے کہ وہ لوگ آپ ہی ظلمت اور تاریکی مین گرفتار تھے اور اس لائق نہ تھے کہ دوسرون کو درست کر سکتے۔ کیا انسانی گورنمنٹین ایسا کر سکتی ہین کہ ایک نالائق اور بدچلن کو جسکا کچھہ نیک اثر نہ پڑ سکے۔ بلکہ الٹا اثر پڑے عنان حکومت بطور نیابت اسکے سپرد کر دین۔ پھر خدا کا انتخاب کیون قابل اعتراض ہوگا اصل بات یہ ہے کہ دنیا ان لوگون کو جو آسمان سے آتے ہین نہین پہچانتی کیونکہ وہ دنیا مین سے نہین ہوتے اس لئے اندھون کے آگے نکتہ چینیون کے نشانہ بنتے ہین چونکہ نور اور ظلمت کی ابتدا سے دشمنی ہے اسلئے ظلمت نہین چاہتی کہ نور آوے اور زمین کے گوشون کو منور کرے۔ ظلمت کے فرزند نور سے بغض رکھتے ہین اسلئے نور ایک بڑی روحانی لڑائی کے بعد آخر فتح پاتا اور ظلمت کا دخل وقبض اٹھا دیتا ہے +
اور یہ کہنا ہرگز درست نہین کہ یہ انتظام نبیون کے بھیجنے کا آگے نہین بلکہ پیچھے رہگیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ سچ ہے کہ خدا اب بھی یہی چاہتا ہے کہ لوگ بدی کو چھوڑین اور ہر یک پہلو سے راستبازی سے کام لین۔ تو اب بھی ایک ایسے وجود کی ضرورت ہے جو اپنے اندر نیکی کی طرف کھینچنے کی کشش رکھتا ہو جس مین الہی صفات موجود ہون جس کی زندگی دوسرون سے ایک کھلا کھلا فرق رکھتی ہو جس کی تعلیم مین کشش ہو جس مین فوق العادت نشان ہون۔ سو ہم سب سے اول اس رسالہ مین یہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ ایسا مصلح اس وقت کون ہے اور پھر ہمارے اس رسالہ کے اغراض مین سے دوسری غرض یہ ہے کہ وہ مصلح کن دلایل اور نشانون کے ساتھ اپنے تئین منجانب اللہ ظاہر کرتا ہے۔ پھر تیسری غرض یہ ہے کہ اسکی اخلاقی تعلیم کیا ہے۔ چوتھی غرض یہ ہے کہ وہ کن اعتقادات کو سکھلاتا ہے اور کن سے منع کرتا ہے۔ پانچوین غرض یہ ہے کہ وہ کن کن علوم اور معارف کو لایا ہے اور اسکے معارف کس الہی کتاب کے موافق ہین اور اس سے نکلتے ہین۔ چھٹی غرض یہ ہے کہ خدا تک پہنچنے کے لئے عمل اور سلوک کا وہ کیا راہ سکھلاتا ہے یہی ستہ ضروریہ اصل اغراض اس رسالہ کے ہونگے سوائے اسکے یہ رسالہ ہر یک ایسے اعتراض کا جواب دیگا جو اسلام پر یا قرآن شریف پر یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یا امام الوقت پر کئے جاتے ہین اور سب متفرق و متفرق مذہبی یا ملکی رائین بھی لکھتا رہیگا اور ان تمام بیجا اور نادرست باتون کا مقابلہ کریگا جو حقوق عباد یا حقوق خدا

کوتلف کرتین اور سچائی کا خون کرتی ہین اور کوئی نیا امر جواب فہن ہین نہین جب پیش آیئگا اسکا لکھنا بھی اس رسالہ کا فرض ہوگا

گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے

اس رسالہ مین ہمارا یہ ارادہ ہے کہ دنیا کو دکھاوین کہ جسقدر ہمارا یہ زمانہ اپنی جسمانی حالت کے رو سے ترقی کر گیا ہے اسی قدر اپنی روحانی حالت کے رو سے تنزل مین ہے یہانتک کہ روحون مین یہ برداشت ہی نہین رہی کہ وہ پاک سچائیون کو چھو بھی سکین۔ بلکہ انسانون پر ایک غور کی نظر ڈالنے سے ثابت ہو رہا ہے کہ مخفی طور پر ایک بھاری کشش ان کو نیچے کی طرف ہی کھینچ رہی ہے اور وہ دمبدم ایک گڑھے کی طرف حرکت کر رہے ہین جس کو دوسرے لفظون مین اسفل السافلین کہہ سکتے ہین اور استعدادون پر ایک ایسا انقلاب آگیا ہے کہ وہ ایسی چیزون کی خوبصورتی کی نہایت تعریف کر رہے ہین جو روحانیت کی نظر سے سخت مکروہ اور بدشکل ہین۔ ہر ایک کانشنس محسوس کر رہا ہے کہ ایک کشش اس کو نیچے کی طرف لیجا رہی ہے اور انہین کششون کے بربادکن اثرون سے ایک عالم تباہ ہو گیا ہے۔ پاک سچائیون کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھا جاتا ہے اور سیدھے رو بخدا ہو جانے کو ایک حماقت سمجھا جاتا ہے۔ تمام نفوس جو زمین پر ہین ایک لعنت دنیا پر سرنگون نظر آتے ہین۔ گویا ایک پنہانی قوت جاذبہ سے معذور اور مجبور ہو رہے ہین۔ یہ وہی بات ہے جو ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ دنیا کا تمام کاروبار کششون پر ہی چلتا ہے جس پہلو مین یقین کی قوت زیادہ ہے وہ اس دوسرے پہلو کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور چونکہ یہ فلاسفی نہایت ہی صحیح ہے کہ ایک کشش کو صرف وہ کشش روک سکتی ہے جو اس کی نسبت بہت زبردست اور طاقتور ہو اس لئے یہ دنیا جو اس سفلی کشش سے متاثر ہو کر نیچے کی طرف کھینچی جا رہی ہے اس کا اوپر کی طرف رخ کرنا بالکل جائے ناامیدی ہے جبتک کہ ایک ایسی مخالف اور زبردست کشش آسمان سے پیدا ہو جو مخالف پہلو کے یقین کو توڑ دے یعنی جیسا کہ ایک یقینی نظر سے نفسانی بدعملیون مین فوائد و لذات محسوس ہو رہے ہین ان سے بڑھکر روحانی حکمتون مین فوائد دکھائی دین اور یقین کی نظر سے بدی کا ارتکاب مرنے کے برابر مشہود ہو جو دل کو پکڑ لے اور یہ یقین کی روشنی صرف آسمان سے اُس آفتاب کے ذریعہ سے آتی ہے جو امام الوقت ہوتا ہے اس لئے اس امام کا شناخت نہ کرنا جاہلیت کی موت مرنا ہے جو شخص کہتا ہے کہ مین اس آفتاب سے

روشنی حاصل کرنا نہیں چاہتا وہ خدا کے مستمرہ قانون کو توڑنا چاہتا ہے کیا ممکن ہے کہ آفتاب کے
بغیر آنکھیں دیکھ سکیں گو کہ آنکھوں میں بھی ایک نور ہے مگر آفتاب کا محتاج - آفتاب حقیقی نور ہے
جو آسمان سے آتا اور زمین کو روشن کرتا ہے اور آنکھیں بغیر اس کے اندھی ہیں اور جس شخص کو اس
آسمانی نور کے ذریعہ سے یقین پیدا ہوگا اس کو نیکی کی طرف ایک کشش پیدا ہو گی اور اس آسمانی کشش
اور زمینی کشش میں لڑائی ہونا ایک طبعی امر ہے کیونکہ اس صورت میں ایک کشش نیکی کی طرف کھینچے گی
اور ایک بدی کی طرف - اور ایک مشرق کی طرف دھکا دیگی اور ایک مغرب کی طرف اور دونوں کا باہم ٹکرانا
اس وقت سخت خطرناک ہوگا جبکہ دونوں میں انتہائی درجہ کی کششیں موجود ہونگی جن کا دنیا کی انتہائی
ترقیات پر موجود ہونا ایک لازمی امر ہے پس جب تم دیکھو کہ زمین نے انتہائی درجہ پر ترقی کر لی ہو
تو سمجھ لو - کہ یہی دن آسمانی ترقی کے بھی ہیں اور یقین کر لو کہ آسمان پر بھی ایک روحانی تیاری ہے
اور وہاں بھی ایک کشش پیدا ہو گئی ہے جو زمینی کشش سے لڑنا چاہتی ہے - پس ایسے دن سخت خوفناک
ہیں جبکہ زمین غفلت اور برائی میں انتہائی درجہ پر ترقی کر جائے کیونکہ روحانی لڑائی کیلئے وہی وعدہ
کے دن ہیں جنکو نبیوں نے طرح طرح کے استعارات میں بیان کیا ہے اور بعض نے اس مثال میں اسکو
پیش کیا ہے کہ یہ آسمانی فرشتوں اور زمینی شیطانوں کی ایک آخری لڑائی ہے جس پر اس دنیا کا خاتمہ
ہوگا - اور بعض نے اپنی جہالت اور نادانی سے اس لڑائی کو ایک جسمانی لڑائی سمجھ لیا ہے جو تلوار اور
بندوق سے ہوتی ہیں مگر وہ لوگ غلطی پر ہیں اور اپنی سفلی عقل اور حماقت سے روحانی جنگ کو جسمانی
جنگ کی طرف کھینچکر لے گئے ہیں - غرض ان دنوں زمین کی تاریکی اور آسمان کے نور کا ایک انتہائی جنگ
ہے - آدم سے لیکر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام خدا کے مقدس نبی اس جنگ کی طرف اشارات
کرتے آئے ہیں اور اس جنگ کے سپہ سالار و انکے دو مختلف نام رکھے گئے ہیں ایک سچائیوں کو چھپانیوالا
اور دوسرا سچائیوں کو ظاہر کرنے والا یا دوسرے لفظوں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آسمان سے نورانی
فرشتوں کے ساتھ اترنے والا اور میکائیل کا مظہر اور ایک زمین سے تمام شیطانی تاریکیوں کو لیکر ظاہر
ہونے والا - اور ابلیس کا مظہر ہوگا اب جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ زمینی لشکر خوب تیار ہے - اور وہ خوب مسلح ہوکر
کھڑے ہیں اور اپنا کام کر رہے ہیں بلکہ بہت کچھ کر بھی چکے ہیں تو طبعاً یہ نیک خواہش پیدا ہوتی
ہے اور فراست صحیحہ گواہی دیتی ہے کہ آسمانی گورنمنٹ بھی ان تیاریوں سے غافل نہیں ہو

اُس گورنمنٹ کی کچھ ایسی عادت ہے کہ وہ ظاہری شور وغوغا کو پسند نہین کرتی - اور وہ بہت کچھ کارروائیان اندر ہی اندر کرلیتی ہے اور لوگون کو خبر بھی نہین ہوتی - تب آسمان پر ایک نشان ظاہر ہوتا ہے اور زمین پر ایک منار روشن اور نہایت سپید اور وہ آسمانی روشنی منار پر گرتی ہی اور پھر وہ منار تمام دنیا کو روشن کرتا ہے - یہ مختصر فقرہ تشریح کا محتاج ہے اور تشریح یہ ہی کہ خدا تعالیٰ کا روحانی سلسلہ اگرچہ جسمانی سلسلے کے بالکل مطابق ہے لیکن بعض امور مین اس مین وہ خواص عجیبہ پائے جاتے ہین کہ جو جسمانی سلسلہ مین کھلے کھلے طور سے نظر آ نہین سکتے چنانچہ منجملہ انکو ایک یہ بھی خاصہ ہی کہ جب سفلی کشش اپنا کام کرنا شروع کرتی ہے تو گو وہ کشش آسمانی کشش سی بالکل مخالف ہی - تاہم آسمانی کشش اس کشش کے طبعی تقاضا سے پیدا ہونی شروع ہوجاتی ہے پس یہ امر معقول ہی کہ ان کششونکی انتہائی درجہ کے زورون کے وقت جو دنیا کا آخری زمانہ ہی ان دونون مین لڑائی ہونا چاہئے ہی - کیونکہ اقبال کا تقاضا ہی کہ فریق مخالف کو فنا کرے پس جس موقعہ اور محل مین فریقین برابر درجہ کا اقبال وشوکت رکھین گے - ایسے دو فریق بغیر لڑائی کے نہین رہ سکتے کیونکہ ہر ایک خدا کے نبیون کی کتابون مین پیشگوئی کے طور پر بیان کی گئی ہے - ایسا ہی عقل بھی اس کو ضروری سمجھتی ہے کیونکہ جب دو مخالف اور پر زور کششون مین باہم ٹکر لگے تو ضروری ہے کہ ایک دوسرے فنا کر دیوے یا دونون فنا ہوجاوین اور اس لڑائی کے بارہ مین نبیون کی کتابون مین اس طرح بیان کیا گیا ہی کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام سے پورا ہزار برس گذرا جس مین نبیون کی پیشگوئی کے مطابق شیطان قید کیا گیا تھا تو سفلی کشش نے زمین پر اپنا رنگ جمانا شروع کیا - یہ وہی زمانہ تھا جبکہ اسلام اپنی پاک اصولون کے لحاظ سے تنزل کی حالت کی طرف مائل ہوگیا تھا اور اس کی روحانی ترقیان رک گئی تھین اور اسکی ظاہری فتوحات کا بھی خاتمہ ہوچکا تھا اور وہ شیطان کے قید ہونے کے دنون مین پیدا ہوا - اور ضرور ایسا ہی ہونا چاہئے تھا جیسا کہ تمام نبیون نے یوحنا فقیہہ تک گواہی دی ہی - اور شیطان کے چھوٹنے پر یعنے سنہ عیسوی کے بعد اسکا تنزل شروع ہوگیا اور وہ آگے بڑھنے سے رک گیا تب شیطانی کارروائیان رنگارنگ کے پیراؤن مین شروع ہوئین اور زمین پر یہ پودا بڑھتا گیا - اور اس کی شاخین کچھ تو مشرق کیطرف پھیل گئین اور کچھ مغرب کی انتہائی آبادیون تک جا نکلین اور کچھ جنوب کی طرف اور کچھ شمال کیطرف متوجہ ہوئین - جیسا کہ شیطان کے قید رکھنے کا زمانہ ہزار برس تھا جسپر

واقعات خارجیہ نے گواہی دی ہے۔ ایسا ہی نبیون کی پیشین گوئیون کے رو سے شیطان کے چھوٹنے
کا زمانہ بھی ہزار برس ہی تھا جو ہجرت کی چودھوین صدی کے سر پہ پورا ہو جاتا ہے۔ مگر یہ ہزار برس
خدائی حساب کے رو سے ہے یعنی چاند کے حساب سے اور خدا کی طرف سے یہودیون اور مسلمانونکو پیشگوئیون
کے وقتون کی شناخت کرنے کے لئے یہی حساب سکھایا گیا ہے اور سورج کے دنون کے رو سے حساب کرنا انسانون
کی بدعت ہے جو پاک نوشتون کے منشا کے مخالف ہے۔ غرض اس حساب کے رو سے شیطان کی مہلت کے
آخری دن یہی ہین جن مین ہم ہین بلکہ یون سمجھو کہ گذر بھی چکے کیونکہ ہجری صدی جس کے سر پر ہزار برس
شیطان کے چھوٹنے کا پورا ہو گیا۔ اس کو انیس برس گذر چکے اور شیطان نہین چاہتا کہ اس سے آزادی اور
حکومت چھین لی جاوے ناچار دونون کششون کی لڑائی ہوگی جو ابتدا سے مقدر تھی اور ممکن نہین ہے کہ خدا
کا کلام غلط ہو اور ان دنون پر ایک دوسری شہادت یہ بھی ہے کہ دنیا کی ابتدا سے یعنی آدم کے ظہور سے
آج تک چھٹا ہزار بھی گذر گیا جس مین آدم ثانی پیدا ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ چھٹا دن آدم کی پیدایش
کا دن ہے اور خدا کی پاک کتابون کے رو سے ایک ہزار برس ایسا ہے جیسا کہ ایک دن سو یہ امر خدا کے پاک
وعدون کے رو سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ آدم پیدا ہو گیا۔ گو وہ ابھی کامل طور پر شناخت نہین کیا گیا اور ساتھ ہی
یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ اس آدم کا مقام جو خدا کے ہاتھ سے تجویز کیا گیا وہ شرقی ہے نہ غربی۔ کیونکہ
توریت باب ۲ آیت ۸ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آدم کو ایک باغ مین شرقی طرف جگہ دی گئی تھی۔ پس
ضرور ہے کہ یہ آدم بھی مشرقی ملک مین ہی ظاہر ہوتا۔ اول اور آخر کی مماثلت مکانی قائم رہے۔ اور
اس اعتراف سے جیسا کہ مسلمانون کو چارہ نہین ویسا ہی عیسائیون کو بھی کوئی گریز کی جگہ نہین
بشرطیکہ دہریت کی رگ مانع نہ ہو۔ پس اصل حقیقت کے سمجھنے کے لئے کچھ مشکلات باقی نہین رہین اور
یہ مسئلہ نہایت صاف ہے کہ یہ زمانہ نور اور ظلمت کی لڑائی کا زمانہ ہے اور ظلمت نے انتہا تک اپنا کام
کر لیا ہے اور یہ امیدین نہین کی جا سکتین کہ بغیر نزول آسمانی نور کے اس ظلمت پر کوئی فتحیاب
ہو سکے اور اس بات مین ذرا بھی شبہ نہین ہے کہ ظلمت اپنے پورے زورون مین ہے اور راستبازی کا
نیم مردہ چراغ فنا ہونے کے قریب ہے اور رسمی عقیدے اور رسمی علم اور رسمی نمازین اس روشنی کو بحال نہین
کر سکتین جو گم ہو چکی ہے کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے؟ ہرگز نہین۔ کیا ظلمت ظلمت کو دور
کر سکتی ہے؟ کسی طرح ممکن نہین۔ اب تو ایک جدید منار کی ضرورت ہے جو زمین پر تیار ہو جو سفلی آبادیون سے

امتیاز کے ساتھ اونچا ہوتا آسمانی روشنی اس پر نازل ہو اور سماوی چراغ اس پر رکھا جاوے۔ اور
پھر تمام دنیا اس روشنی سے منور ہو جاوے کیونکہ اگر چراغ اونچے مقام پر نہ رکھا جائے تو کیونکر
اس کی روشنی دور دور تک پھیل سکے۔ اب آپ کو یہ سمجھنا باقی ہے کہ منار کیا چیز ہے پس یاد رہے کہ منار
اس نفس مقدس اور مطہر اور بلند ہمت کا نام ہے جو انسان کامل کو ملتا ہے۔ جو آسمانی نور پانے کا
مستحق جیسا کہ منار کے معنے میں یہ مطلب داخل ہے اور منار کی بلندی سے مراد اس انسان کی
بلند ہمتی ہے اور منار کی مضبوطی سے مراد اس انسان کی استقامت ہے جو طرح طرح کے امتحانوں کے
وقت وہ دکھلاتا ہے اور اس کی سفیدی دبریت ہے جو انجام کار ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ حتمے
سب کچھ ہو لیتا ہے۔ یعنی جب اس کی علو ہمت اور کمال استقامت اور کمال صبر اور استقلال اور دلائل
ساتھ اس کی بریت ایک چمکتے ہوئے منار کی طرح کھلجاتی ہے تب اسکی جلالی آمد کا وقت آجاتا ہے اور
پہلی آمد جو ابتلاؤن کے ساتھ ہے اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے تب وہ روحانیت خدائی جلال سے رنگین
ہو کر اس وجود پر اترتی ہے جو منار کی صورت پر کھڑا ہے تب باذنہ تعالے خدائی تاثیرین اسمین
پیدا ہو جاتی ہین۔ یہ سب کچھ آمد ثانی مین ہوتا ہے۔ اور مسیح موعود کی خاص طور کی آمد اسی حقیقت کی
کامل تصویر ہے اور مسلمانون مین جو یہ روائتین ہین کہ مسیح موعود منار کے پاس اتریگا اترنے سے مراد ایک
جلالی طور کی آمد ہے جو خدائی رنگ اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ یہ نہین کہ وہ پہلے اس سے زمین پر موجود نہ تھا
مگر ضرور ہے کہ آسمان اسے لئے رہے۔ جبتک کہ وہ وقت نہ آوے جو خدا نے مقرر کر دیا ہے۔ خدا کی عادت
مین یہ بھی داخل ہے کہ روحانی امور کو ذہن نشین کرنے کیلئے ان کے کسی حصّہ کی جسمانی تصویر بھی پیدا
کر دیتا ہے۔ جیسا کہ بیت المقدس کی ہیکل اور مکہ معظمہ کا خانہ کعبہ یہ دونون تصویرین روحانی تجلیات
کی ہین اسی بنا پر شریعت اسلامی مین یہ سمجھا گیا ہے کہ مسیح موعود منار پر یا منارہ کے قریب نازل ہوگا ایک
ایسے ملک مین جو دمشق سے شرقی طرف ہے جیسا کہ آدم کو بھی شرقی طرف ہی جگہ دی گئی تھی۔ اس جلالی آمد
سے پہلے ظاہری منار کے بھی بنائے جانے مین کچھ ہرج نہین۔ بلکہ حدیثون مین بطور پیشگوئی اس کا ذکر
پایا جاتا ہے کہ وہ مسیح موعود کی جلالی آمد کے لئے ایک نشان ہوگا جو اس آمد سے پہلے بنایا جائیگا یہ مقدر ہے
کہ مسیح موعود کا آنا دو رنگ مین ہوگا اول معمولی طور پر جس مین طرح طرح کے ابتلا بھرے ہوئے ہین۔
طرح طرح کی تکلیفون کا وقت ہے۔ جب یہ دن پورے ہو جائین گے تب جلالی آمد کا وقت آجائیگا اور ضرور ہے

که اس سے پہلے ایک منار تیار ہو جائے جیسا کہ حدیثون سے پایا جاتا ہے کہ اس حقیقت کے دکھلانے
کے لئے ایک ظاہری منار بھی ہوگا اور وہ باطنی منار کی تصویر ہوگا اور قبل اس کے جو وہ جلالی طور پر
نازل ہو دنیا اس کو نہین پہچانتی کیونکہ وہ دنیا مین سے نہین ہے اور دنیا اس سے محبت نہین کرتی
کیونکہ جس خدا سے وہ آیا ہے اس سے بھی دنیا کو محبت نہین۔ پس ضرور ہے کہ وہ آمد اول مین
ستایا جائے اور دکھ دیا جائے اور طرح طرح کے الزام اسپر لگائے جائین جیسا کہ اسلامی پیشگوئیون
مین لکھا ہے کہ ابتدا مین مسیح موعود کو قبول نہین کیا جائیگا اور نادان لوگون کے کینے اس کی نسبت
بہت بڑھ جائین گے اور شرارتین انتہا تک پہونچ جائین گی یہانتک کہ ایک شخص ظالمانہ حملہ اسپر
کر کے خیال کریگا کہ اس نے بڑی نیکی کا کام کیا ہے اور ایک اسکو دکھ دیکر یہ سمجھیگا کہ اس نے اپنے فعل
سے خدا کو راضی کر دیا ہے۔ اسی طرح ہوتا رہیگا اور ہر ایک قسم کا زلزلہ اس پر آئیگا۔ اور ہر ایک مصیبت
کا اسکو سامنا ہوگا۔ یہانتک کہ عادت اللہ اس مین پوری ہو جاویگی۔ تب اس کے جلالی آمد کا وقت
آجائے گا اور مستعد دلون کی آنکھین کھول جائین گی اور وہ خود بخود سوچنے لگین کہ یہ کیا بات ہے
اور یہ کس قسم کا کاذب ہے۔ جو زیر نہین ہوتا اور کیون خدا کی تائیدین اس کے شامل حال ہین اور
ہمارے شامل حال نہین۔ تب خدا کا ایک فرشتہ انکے دلون پر اتریگا اور ان کو سمجھائیگا کہ کیا تمہاری
حدیثون اور روایتون کی پیشگوئیان ضروری الوقوع ہین جو تمہاری روک کا باعث ہین اور کیا انمین
سے بعض کی نسبت وضع اور غلطی ممکن اور محل نہین اور کیا بعض پیشگوئیوں کا استعارات کے رنگ مین
پورا ہونا جائز نہین۔ اور کیا یہودن کی بدنصیبی اور بے ایمانی کا بجز اس کے کوئی اور بھی باعث تھا
کہ وہ منتظر رہے کہ تمام باتین ظاہری صورت مین ہی پوری ہون۔ اور ان کے خیالات کے مطابق
سب کچھ ہو مگر نہ ہوا تو پھر جبکہ وہی خدا اب بھی ہے اور وہی اس کی عادت تو کیون جائز نہین کہ وہی
ابتلا تمہین بھی پیش آیا ہو۔ غرض آخر کار انہی خیالات کیطرف طبعاً انسانون کے دلون کا رجوع
ہو جائے گا جیسا کہ قدیم سے ہوتا آیا ہے +

لیکن یہ بات صحیح نہین کہ حقیقی دین اور راستبازی کے پھیلانے کے لئے یہ جسمانی لڑائیون کا
زمانہ ہے۔ کیونکہ تلوار سچائی کے جوہرون کو ظاہر نہین کر سکتی بلکہ انکو اور بھی چھپاتی اور مشتبہ کرتی
ہے جو لوگ ایسے خیالات کے خواہشمند ہین وہ اسلام کے دوست نہین ہین بلکہ دشمن ہین اور انکی

فطرت نہایت پست اور سفلی رنگ ہین اور ان کی ہمتین گری ہوئی اور دل منقبض اور دماغ ابلہ اور طبیعتین تاریک ہین کیونکہ وہ مخالفون کو ایک ایسے اعتراض کا موقعہ دیتے ہین جو درحقیقت وارد ہوسکتا ہے۔ کیونکہ بقول ان کے اسلام اپنی ترقی کیواسطے جہاد کا محتاج ہے۔ اور یہ اسلام کی ہجو ہے کیونکہ جس مذہب مین یہ قوت ہے کہ وہ اپنی سچائی کو عقلی دلائل سے یا کسی اور قسم کے قابل تمسک شہادتون سے یا آسمانی نشانون سے باآسانی ثابت کر سکتا ہے۔ ایسے مذہب کے لئے کچھ ضرورت نہین کہ جبر سے اور تلوار کی دھمکی سے اپنی سچائی کا اقرار کراوے۔ لیکن اگر کسی مذہب مین یہ ذاتی خاصیت موجود نہین اور اپنی کمزوری کا تلوار سے تدارک کرتا ہے تو ایسے مذہب کے جھوٹا ہونیکے لئے اور کسی دلیل کی ضرورت نہین اس کے کاٹنے کے لئے اسی کی تلوار کافی ہے +

مگر یہ اعتراض کہ اگر جہاد اب جائز نہین تو اسلام مین اول زمانہ مین کیون تلوار سے کام لیا گیا۔ یہ معترضین کی اپنی غلطی ہے جو بباعث ناواقفیت پیدا ہوئی ہے انہین معلوم نہین کہ اسلام دین کے پھیلانے کے لئے ہرگز جبر کی اجازت نہین دیتا۔ دیکھو کیسی ممانعت قرآن مین موجود ہے کہ فرماتا ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ط یعنے دین مین جبر نہین کرنا چاہئے۔ پھر کیون تلوار اٹھائی گئی اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ عرب کے وحشی جن مین کوئی تمیز اور تہذیب باقی نہین رہی تھی وہ اسلام اور مسلمانون کے سخت دشمن ہوگئے تھے اور جب ان پر توحید اور اسلامی سچائیون کی کھلی کھلی دلائل سے حجت پوری کی گئی اور ان کے ذہن نشین کیا گیا کہ انسان ہوکر پتھرون کی پوجا کرنا ایک صریح غلطی ہے کہ انسانیت کے بھی برخلاف ہی تو وہ ان معقول باتون کا کچھ بھی جواب نہ دیسکے اور انکے لاجواب ہوجانے سے سمجھدار لوگون کو اسلام کی طرف حرکت پیدا ہوگئی اور بھائی سے بھائی اور باپ سے بیٹا جدا ہوگیا۔ تب انہین اپنے باطل مذہب کے بچانیکے لئے کوئی تدبیر بجز اسکے خیال مین نہ آئی کہ سخت سخت سزاؤن کے ساتھ لوگون کو مسلمان ہونے سے روک دین۔ چنانچہ مکہ معظمہ مین ابوجہل وغیرہ مکہ کے رئیسون کی طرف سے یہی عملدرآمد شروع ہوگیا۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ کی تاریخ پڑھنے والے خوب جانتے ہین کہ ایسی بیرحمی کی وارداتین مخالفون کیطرف سے مکہ مین کس قدر ظہور مین آئین اور کسقدر بیگناہ ظلم سے مارے گئے۔ مگر لوگ پھر بھی مسلمان ہونے سے باز نہین آتے تھے کیونکہ ہر ایک موٹی عقل کا انسان بھی جانتا تھا کہ بت پرستون کے مقابل پر کسقدر اسلام معقولیت اور صفائی رکھتا ہے

ناچار جب اس تدبیر سے بھی پوری کامیابی نہ ہوئی تو یہ ٹھہری کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی قتل کیا جاوے۔ لیکن خدا تعالٰے آپکو بچاکر مدینہ میں لیگیا۔ مگر پھر بھی انہون نے قتل کے لئے تعاقب کیا اور کسی صورت مین اپنی عادت کو چھوڑنا نہ چاہا۔ پس اس صورت مین اسلام کے لئے بجز اس کارروائی کے اور کیا چارہ تھا کہ وہ ان حملون کی مدافعت کرتا اور بیجا حملہ کرنے والون کو سزا دیتا۔ سو اسلام کی لڑائیان دین پھیلانے کے لئے نہین یقین بلکہ مسلمانون کی جان بچانے کیلئے یقین کیا کوئی عقل سلیم قبول کرسکتی ہے کہ اسلام وحشی بت پرستون کے آگے بھی اپنی توحید کی معقولیت ثابت کرنے سے عاجز تھا اور کیا کوئی عقلمند باور کرسکتا ہے کہ وہ مشرک لوگ جو پتھرون اور جمادات کی پوجا کرتے اور طرح طرح کی ناپاکیون مین مبتلا تھے اسلام ان کے آگے بھی حجت کے رو سے مغلوب تھا اور تلوار سے کام چلانا چاہتا تھا۔ معاذ اللہ ہرگز یہ خیالات صحیح نہین ہین اور جنہون نے ایسے اعتراض اسلام پر کئے ہین انہون نے سراسر ظلم کی راہ سے حقیقت کو چھپایا ہے +

ہان یہ سچ ہے اس ظلم سے جیسا کہ مولویون نے حصہ لیا۔ پادریون نے بھی ان سے کم حصہ نہین لیا۔ اور اسلام پر اس قسم کے اعتراض کرکے نادان مولویون کی باتون کو عوام کے ذہن مین خوب جما دیا اور ان کو یہ دھوکا لگا کہ جس حالت مین ہمارے مولوی جہاد کا فتوے دیتے ہین اور پادری جو بڑے صاحب علم ہین وہ بھی یہی اعتراض پیش کرتے ہین سو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت ہمارے مذہب مین جہاد روا ہے۔ اب یہ کسقدر ظلم ہوا کہ دو مختلف شہادتون سے اسلام پر یہ اعتراض جمایا گیا اگر پادری ایسا طریق اختیار نہ کرتے اور ایمانداری سے سچ کی پیروی کرکے یہ کہتے کہ یہ مولوی نادانی اور جہالت کا فتوے دیتے ہین ورنہ اسلام کی ابتدا مین جس صورت نے یہ ضرورت پیدا کی تھی اب وہ صورت اس زمانہ مین موجود نہین ہے تو امید تھی کہ جہاد کا خیال ہی دنیا سے اٹھ جاتا مگر جوش زیادہ اور سمجھ کم تھی اس لئے حقیقت کو نہین سمجھا +

ہان یہ سچ ہے کہ عرب کے لوگ جب بہت سے مفسدانہ حرکات کے بعد اپنے ناحق کی خونریزیون کی وجہ سے خدا تعالٰی کی نظر مین واجب القتل ٹھہر گئے تھے۔ تب یہ حکم بھی نکلا تھا کہ وہ سب قتل کے لائق ہین۔ مگر پھر بھی اگر ایمان لے آوین تو سزائے قتل سے معافی دیجاوے گی۔ غالباً کم فہم مخالفون نے اسی حکم سے دھوکہ کھایا ہے انہین معلوم نہین کہ یہ صورت جبر کی نہین بلکہ واجب القتل کے لئے ایک رعایت ہے

اس کو جبر سمجھہ لینا اس سے بڑھکر کوئی حماقت نہین - وہ لوگ تو قاتل ہونے کی وجہ سے مستوجب قتل تھے نہ کافر ہونے کی وجہ سے اور خداے رحیم یہ بھی خوب جانتا تھا - کہ انہون نے اسلام کی سچای کو خوب سمجھہ لیا ہے لہذا اس کی رحمت نے تقاضا فرمایا کہ ایسے واجب القتل مجرمون کو پھر بھی گناہ معاف کرانیکا ایک موقعہ دیا جاوے سو اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ اسلام کا ہرگز منشا نہ تھا کہ کسی کو قتل کرے بلکہ جو لوگ اپنی خونریزیون کی وجہ سے قتل کے لایق تھے ان کیلئے بھی معافی کی ایک راہ نکال دی اس زمانہ مین اسلام کو یہ مشکلات جابجا پیش آئین کہ ہر ایک قوم مین اس قدر تعصب بڑھا ہوا تھا کہ کوی بیچارہ کسی قوم مین سے اگر مسلمان ہو جاتا تو یا تو وہ قتل کیا جاتا تھا اور یا اس کی جان سخت خطرہ مین پڑجاتی تھی اور زندگی اس پر وبال ہو جاتی تھی - تو اس صورت مین اسلام کو امن قائم کرنے کیلئے بھی لڑائیان کرنی پڑین اور بجز ان دو صورتون کے اس ابتلا کے زمانہ مین کبھی اسلام نے جنگ کا نام نہ لیا اور اسلام کا ہرگز مقصود نہ تھا کہ مذہب کے لئے وہ جنگ کرے لیکن اس کو جنگ کرنے پر خواہ نخواہ مجبور کیا گیا - پس جو کچھہ اس سے ظہور مین آیا وہ حفاظت خود اختیاری اور ضرورت مدافعت کیلئے ظہور مین آیا پھر بعد اس کے ناسمجھہ مولویون نے اس مسئلہ پر اور رنگ چڑہا دیا اور ایک قابل شرم درندگی کو اپنا فخر سمجھا لیکن یہ اسلام کا قصور نہین ہے - یہ خود ان لوگون کی عقلون کا قصور ہے جو انسانی خون کو چارپایون کے خون سے بھی کم قدر سمجھتے ہین اور ابھی تک خونون سے سیر نہین ہوئے بلکہ اسی غرض کیلئے ایک مہدی خونی کے منتظر ہین - گویا تمام قومون کو یہ ثبوت دینا چاہتے ہین کہ اسلام اپنی اشاعت کے لئے ہمیشہ جبر اور زبردستی کا محتاج رہا ہے اور اس مین کوئی خفیف اور سبک سچائی بھی نہین +

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حال کے بعض مولوی اس انحطاط پر ابھی راضی نہین ہین جو اسلام کو پیش آرہا ہے اور وہ ایسے عقیدون پر زور دیکر کسی اور اسفل مقام تک اسلام کو لیجانا چاہتے ہین - لیکن یقیناً سمجھو کہ خدا کو منظور نہین ہے کہ اسلام ایسی ملامتون اور تہمتون کا نشانہ بنے - نادان مخالفون کے لئے یہ ابتلا بس ہے کہ وہ ابتک اپنے اس خیال پر جمے ہوئے ہین کہ گویا ابتدائی زمانہ مین اور بعد مین بھی اسلام اپنی جماعت بڑہانے کے لئے تلوار سے کام لیتا رہا ہے - اب یہ زمانہ اور یہ وقت وہ ہے کہ اس غلطی کو دلون کے اندر سے نکالدیا جائے نہ یہ کہ اور بھی پختہ کیا جائے - اگر اسلام کے مولوی اتفاق کرکے اس بات پر زور دین کہ وہ وحشی مسلمانون کے دلون سے اس غلطی کو نکال دین تو وہ

بلاشبہہ قوم پر ایک بڑا احسان کرین گے اور نہ صرف یہی بلکہ ان کے ذریعہ سے اسلام کی خوبیون کی ۱؎
ایک بھاری جڑھ لوگون پر ظاہر ہو جائے گی اور وہ سب کراہتین جو اپنی غلطیون سے مذہبی مخالف
اسلام کی نسبت رکھتے ہین دہ جاتی رہین گی تب ان کی نظرین صاف ہو کر جلد تر اس چشمہ نور سے فیض
اٹھائینگی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ایک خونی انسان کے نزدیک کوئی نہین آسکتا۔ ہر ایک شخص اس سے
ڈرتا ہے۔ خاصکر بچے اور عورتین اسکو دیکھکر کانپتی ہین اور وہ ایک مجنون کی طرح دکھائی دیتا ہے
اور ایک غیر مذاہب کا مخالف اسکے پاس رات رہنے سے بھی اندیشہ کرتا ہے کہ مبادا غازی بننے کے
لئے رات اٹھکر اس کو قتل نہ کردے کیونکہ انہین ثوابون کے خیال سے بعض سرحدی ابتک ناحق کی
خون کرکے یہ خیال کرلیتے ہین کہ آج ہم نے اپنے ایک ہی عمل سے بہشت حاصل کرلیا ہو اور اس کی تمام
نعمتون کے مستحق ہو گئے سو کس قدر جائے شرم ہو کہ غیر قومون کو مسلمانون کی ہمسائیگی سو امان اٹھ
گیا ہے اور وہ اپنے دلون مین کبھی تسلی نہین پکڑسکتے کہ اگر موقعہ پادین تو یہ قوم ہم سے کچھ نیکی
کرسکے گی۔ ایسے نمونے بارہا پیش آتے ہین کہ ایک غیر قوم کے انسان کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ درحقیقت
مسلمانون کے اس چھپے ہوئے عقیدہ سے ہراسان اور لرزان نظر آتا ہے ✦

مین ایک ایسا نظارہ دیکھ چکا ہون اور وہ یہ کہ شاید ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کا یہ واقعہ ہے۔ جو
ہمارے اس جگہ قادیان مین ایک انگریز آیا اور اس وقت ہماری جماعت کے لوگ بہت جمع
تھے اور کوئی مذہبی گفتگو شروع تھی کہ وہ آکر ایک کنارہ پر کھڑا ہو گیا۔ تب اس کو بہت خلق سے
بلایا گیا۔ اور اپنے پاس بٹھایا گیا اور معلوم ہوا کہ وہ ایک سیاح انگریز ہو۔ جو عرب کا ملک بھی دیکھ
آیا ہے اور ہماری ...... جماعت کی تصویرین لینا چاہتا ہو۔ چنانچہ اس کے کام مین اسکو مدد دی گئی
اور اسکو خاطرداری اور دلجوئی کے طور پر کہا گیا کہ وہ چند روز ہمارے پاس رہے۔ مگر معلوم ہوا کہ وہ ڈرتا
تھا اور اس نے بیان کیا کہ مین نے بہت مسلمان دیکھے ہین کہ عیسائیون کو بے رحمی سے قتل کردیتے ہین
چنانچہ اس نے ایسے چند قصے بغداد کے بھی سنائے جس مین ایسی وارداتین بڑی بیرحمی سو ہوئین تھین
تب اسکو بڑی نرمی اور خلق سے سمجھایا گیا کہ یہ جماعت جو احمدی فرقہ کہلاتا ہے۔ ایسے عقائد سے
سخت بیزار اور ایسے لوگون کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور انسانی حقوق کی نسبت جو کچھ اس
فرقہ نے کام کرنا ہے وہ یہی ہے کہ اسلام مین سو ایسے خیالات کا استیصال کردیوے۔ تب اسکا دل

مطمئن ہوا اور وہ خوشی سے ہمارے پاس ایک رات رہا +

اس قصّہ کے بیان سے غرض یہ ہے کہ مسلمانون کے ایسے عقیدے جو سراسر خلافِ واقعہ ہین غیر قومون کو بہت مضر ہوئے ہین اور ان کے دلون مین بدظنی اور نفرت پیدا ہوگئی ہے۔ اور مسلمانون کی سچی ہمدردی کی نسبت ان کے نیک ظن بہت ہی کم ہو گئے ہین اور اگر کچھ ہین بھی تو ایسے لوگون کی نسبت جو مولویانہ زندگی نہین رکھتے اور اسلامی اصولون کی پابندی کی چندان پروا نہین کرتے پس جبکہ مسلمانون کی نسبت اس قدر بدظنی بڑھ گئی ہے جسکے بڑھانے کے وہ خود ہی موجب ہین۔ تو کیا اس سے بڑھکر کوئی اور گناہ بھی ہوگا کہ ایک دنیا کو ایسے علما اور ان کے معتقدون نے اسلامی فیوض سے محروم کر دیا ہے۔ کیا ایسا مذہب خدا کیطرف سے ہو سکتا ہے جو دلون کے اندر اپنی تعلیم کو بغیر اسکے نہین اتار سکتا۔ جبتک تلوار کی چمک نہ دکھلاوے۔ مذہب سچا تو وہ ہے جو اپنی ذاتی خاصیت اور طاقت سے دلائل قاطعہ سے خود تلوار کا کام دے نہ یہ کہ لوہے کی تلوار کا محتاج ہو

یہی خرابیان ہین جو ہر وقت تقاضا کر رہی ہین۔ جو کوئی مصلح پیدا ہو۔ جب ہم اسلام کی اندرونی حالت پر غور کرین تو ایسی خوفناک حالت ہے۔ جو گویا سورج کو گرہن لگا ہوا ہے اور اس کا بہت سا حصہ تاریک ہو چکا ہے اور کچھ تھوڑا سا باقی ہے۔ مسلمانون کی عملی حالتین قابل رحم ہین بعض حدیثین ایسی بنائی گئی ہین جو ان کی اخلاقی حالت پر بہت ہی برا اثر ڈالتی ہین اور خدا کے مقرر کردہ قوانین کی دشمن ہین۔ مثلاً خدا کے قانون نے انسانون کی نوع کے لئے تین قسم کے حقوق قائم کئے تھے۔ یہ کہ بیگناہ کسی کو قتل نہ کرین۔ اور یہ کہ بیجا کسی کی عزت مین خلل انداز نہ ہون اور یہ کہ بغیر کسی حق کے کسی کا مال نہ لین۔ مگر مین دیکھتا ہون کہ بعض مسلمانون نے ان تینون حکمونکو توڑ دیا ہے وہ ایک بیگناہ کا خون کر دیتے ہین اور نہین ڈرتے۔ انکے احمق مولویون نے ایسے فتوے بھی دے رکھے ہین کہ غیر قومون کی عورتون کو جنکو وہ کافر اور بیدین کہتے ہین کسی حیلہ سے بہکا لیجانا جائز ہے یا پکڑ لینا۔ اور پھر اپنی عورت بنانا اور ایسا ہی کافرون کا مال خیانت اور چوری کی راہ سے لینا روا ہے۔ کوئی گناہ نہین۔ اب سوچنا چاہئے کہ جس مذہب مین اسقدر خرابی پیدا ہو جائے کہ اس مین ایسے ایسے بھی مولوی فتوے دینے والے موجود ہین وہ مذہب کسقدر خطرناک حالتین ہے نفس پرست لوگون نے یہ سب فتوے اپنی طرف سے بنا لئے ہین اور خدا اور رسول پر افترا کیا ہے

یہ تمام گناہ جو نادان وحشی کر رہے ہین سب ان کی گردن پر ہے - وہ بھیڑیے ہین مگر بھیڑون کے لباس مین ظاہر ہوتے ہین اور دھوکہ دیتے ہین - وہ زہر ہین مگر اپنے تئین خوبصورت تریاق دکھاتے ہین وہ اسلام کے لئے اور خدا کی مخلوق کے لئے سخت بدخواہ ہین اور ان کے دل رحم اور ہمدردی سے خالی ہین مگر اپنے تئین چھپاتے ہین - وہ مکاری سے وعظ کرتے اور اپنی نفسانی اغراض مد نظر رکھتے ہین - وہ زاہدانہ لباسون مین مسجدون مین آتے مگر فاسقانہ عادتین ان کے چھپی ہوئی ہین - یہ ایک ملک کی حالت نہین ہے اور نہ کسی خاص شہر کی نہ کسی خاص فرقہ کی بلکہ تمام اسلامی دنیا مین ایک گروہ ایسا ہے جو علمار کہلاتے اور مولویانہ جبّے پہنتے ہین - اور جہانتک ممکن ہے اپنی صورتین متدیّن لوگون کی طرح بناتے ہین تا ان کو بہت بزرگ اور مقدس سمجھا جائے مگر اُن کے اعمال گواہی دیتے ہین کہ وہ کیا ہین اور کس سیرت کے انسان ہین وہ نہین چاہتے کہ دنیا مین سچی پاکیزگی اور سچی ہمدردی پھیلے کیونکہ اسمین وہ اپنا نقصان کرتے ہین +

غرض آج کل اسلام بڑی مشکلات مین پھنس گیا ہے - اکثر روحین مرگئی ہین ان مین نیکی کی طرف ذرہ حرکت نہین اعتدال کو ان لوگون نے یکلخت چھوڑ دیا ہے - ان مین ایک وہ گروہ ہے جو قبرون کی پوجا کرتے ہین اور خانہ کعبہ کی طرح ان کا طواف بجالاتے ہین اور اپنے پیرون کی روحون کو ایسا قادر اور متصرف جانتے کہ گویا سب کچھ ان کو خدا کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے - اکثر گدیان ایسے ہی پاؤ گے جن کے ساتھ قبر بھی ہے جن کی وہ اپنے مریدون سے پوجا کراتے ہین اور اگر کوئی ان سے کرامت کا طالب ہوتا ہے تو صاحب قبر کی ہزارون کرامتین سنادیتے ہین اور ثبوت ایک کا بھی نہین ان کے نزدیک اسلام کا مغز قبر پرستی ہے اور تمام دوسرے مسلمانون کو گمراہ جانتے ہین - یہ تو وہ فریق ہے جس نے افراط کی راہ لی ہے ان کے مقابل پر ایک تفریط کا گروہ بھی موجود ہے اور وہ انکار کرنے مین حد سے گذر گئے ہین - یہانتک کہ ولائیت تو ولایت ان کے نزدیک نبوت بھی کچھ چیز نہین - معجزات سے وہ قطعاً منکر ہین اور ان پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑاتے ہین اور وحی کی یہ تعبیر کرتے ہین کہ وہ صاحب کتاب کے اپنے دل کے ہی خیالات ہوتے ہین اور اسکو ایسے خیالات کی تراش خراش مین ایک ملکہ ہوتا ہے اور ایسی پیشگوئی جو عقلی فراست کی حد سے دور ہو

اور خالص غیب کی خبر ہو غیر ممکن ہے۔ غرض انکے نزدیک نہ خدا کی طرف سے کوئی وحی نازل ہوتی ہے اور نہ معجزہ کچھ چیز ہے اور نہ پیشگوئی کچھ حقیقت رکھتی ہے اور مردون کی قبریت صرف خاک کا ڈھیر ہے جن کے ساتھ روح کا کوئی علاقہ نہین۔ اور مردون کا جی اٹھنا کم عقلی کے زمانہ کی کہانیان ہین۔ اور آخرت کا فکر دیوانگی ہے۔ اور تمام عقلمندی اسی مین ہر کہ دنیا کمانے کی لیاقتین حاصل کرین۔ اور جو لوگ دن رات دنیا مین اور دنیا کی کارستانیون مین مشغول ہین ان کی پیروی کرین اور ایسے ہی بنجائین ✦

یہ افراط تفریط تو مسئلہ نبوت اور معاد کے متعلق ہے۔ مگر بجز اس کے بات بات مین مسلمانون کے امور معاشرت مین افراط تفریط پائی جاتی ہے۔ نہ کلام مین اعتدال پایا جاتا ہے۔ نہ کام مین۔ نہ اخلاق مین نہ نکاح مین نہ طلاق مین نہ امساک مین نہ انفاق مین۔ نہ غضب مین نہ رحم مین نہ انتقام مین نہ عفو مین۔ غرض اس قوم مین عجیب قسم کا طوفان بے تمیزی برپا ہے جہالت کا کچھ انتہا نہین ضلالت کا کچھ حد و پایان نہین۔ پھر جبکہ وہ قوم جو توحید اور میانہ روی کا عمامہ پہن کر دنیا مین ظاہر ہوئی تھی اس کی بے اعتدالیون کی یہانتک نوبت پہونچ گئی ہے تو دوسری قومون کا کیا افسوس اور کیا ذکر ✦

عیسائی قوم کا مرکز ایسی زمین ہر جس مین زیر کی اور قوی دماغی کی لطافت بہت کچھ امیدین دلاتی تھی۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دین اور توحید کے معاملہ مین انہون نے بھی طبعی اور فلسفہ پڑھکر ڈبو دیا ہے۔ ایکطرف جب ہم نظر کرتے ہین کہ وہ امور دنیا کی تدبیر اور ترتیب اور آئے دن جدید صنعتون کے نکالنے مین کس انتہائی نقطہ تک پہنچگئے ہین اور پھر جب ہم دوسرے طرف دیکھتے ہین کہ وہ خدا شناسی کے مسئلہ مین کیسے گر گئے ہین اور کیسے ایک عاجز انسان کو رب العالمین سمجھ بیٹھے ہین تو حیرت ہوتی ہے کہ دنیا کے کامون مین یہ فہم رسا اور خدا شناسی مین یہ عقل و دانش اور جب ہم غور کرین کہ عیسائیون اور مسلمانون مین افراط تفریط کے رو سے مابہ الامتیاز کیا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون مین ایسے لوگ بہت ہین جو بنی نوع کے حقوق تلف کرتے ہین۔ اور عیسائیون مین ایسے لوگ ہین جو خدا کے حقوق کو تلف کرتے ہین کیونکہ مسلمانون کو جہاد کے مسئلہ کی غلطی نے ایسا سخت دل کر دیا ہے کہ نوع انسان کی سچی محبت ان کے دلون مین نہین رہی

لہذا ان مین سے وحشی لوگ کیسی ادنے غرض نفسانی یا جوش شیطانی کی وجہ سے بیگناہ انسان کا خون کرنے کو تیار ہوجاتے ہین اور بے آبرو کرنے اور مال چھیننے سے بھی دریغ نہین کرتے اور بنی نوع کے حقوق کا ایک ضروری حصہ تلف کر کے انسانیت کو داغ لگا دیا ہے۔ پھر جب ہم عیسائیون کے حالات کو غور کی نظر سے دیکھین تو بکمال صفائی کھلجاتا ہے کہ انہون نے خدا کے حقوق تلف کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا اور ایک عاجز انسان کو بے وجہ خدا بنا رکھا ہے اور جس غرض کیلئے خدا بنایا گیا تھا وہ غرض حاصل بھی نہین ہوئی۔ اگر گناہ سے پاک ہونے کے لئے یہی نسخہ تھا کہ یسوع مسیح کے خون پر ایمان لایا جائے تو کیون یہ نسخہ یورپ کے لوگون کو دنیا پرستی اور طرح طرح کے ناجائز شہوات کے گناہ سے جن کا ذکر کرنا بھی جائے شرم ہے پاک نہین کرسکا۔ بلکہ بجائے اس کے فوق العادت ترقی ہوئی۔ کیا یورپ کے ملک بدکاریون مین ایشیائی ملکون سے کچھ کم ہین تو پھر اس غیر موثر نسخہ پر کیون نظر ثانی نہین کیگئی۔ دنیا کی چند روزہ صحت کے لئے ہر ایک ڈاکٹر اور بیمار اس قاعدہ کا پابند رہتا ہے کہ جب ایک نسخہ سے ہفتہ عشرہ تک کوئی فائدہ نہین ہوتا تو وہ نسخہ بدلنا پڑتا ہے اور کوئی اور احسن تجویز سوچی جاتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ باوجود غلط ثابت ہونے کے اب تک یہ نسخہ بدلایا نہین گیا کیا باوجود انیس سو برس لاحاصل گذر جانے کے ابتک یہ خیال قابل وقعت ہے کہ خون مسیح پر ایمان لانا حقیقی نجات کو عطا کرتا ہے یا یہ امید کرسکتے ہین کہ اگرچہ موجودہ زمانہ تک کوئی امتیاز فیصلہ کرنے والے ظاہر نہین ہوئے لیکن آیندہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دنیا مین سب سے زیادہ بدکاریون اور بدمستیون سے پرہیز کرنے والے عیسائی ہون گے جو شخص یورپ کے ملکون مین سے کسی ملک مین رہتا ہو وہ اگر چاہے گواہی دے سکتا ہے کہ یہ بیان درست ہے۔ بلکہ ہر ایک دانشمند جس نے کبھی یورپ کی سیر کی ہے۔ اور کچھ عرصہ پیرس وغیرہ مین رہ چکا ہے اس کو اس گواہی مین تامل نہین ہوگا کہ اب بعض حصے یورپ کے اس حالت تک پہونچ گئے ہین کہ قریب ہے کہ بہتون کی نظر مین بدکاری کچھ گناہ ہی نہین ہے ان کے نزدیک

ایک بیوی سے زیادہ نکاح حرام ہے مگر بدنظری حرام نہین درحقیقت فرانس وغیرہ مین لاکھون عورتین ایسی پائی جائین گی جن کو خاوند کی ضرورت نہین پس اب یا تو کہنا پڑے گا کہ انکو لئے کوئی نئی آیت انجیل مین سے نکل آئی ہے جس سے یہ سب کارروائیان حلال ہوگئی ہین یا ضرور یہ کہنا پڑے گا کہ خون مسیح کے نسخہ نے الٹا اثر کیا ہے اور دعوے غلط نکلا۔ لیکن سچ یہی ہے کہ یہ نسخہ صحیح نہ تھا +

اور ایک شخص کے مرنے کو دوسرے شخص کے نجات پانے سے کوئی طبعی تعلق نہین - اور خدا کا زندہ ہونا
تمام برکات کا مدار ہے نہ کہ مرنا اور سورج کے طلوع کرنے سے روشنی پیدا ہوتی ہے نہ کہ ڈوبنے سے اور
جبکہ اس نسخہ سے گناہون سے پاک ہونے کا مقصود حاصل نہ ہو سکا تو وہ اصول بھی صحیح نہ رہا کہ یہ خدا کا بیٹا
تھا - جس نے اس نیت سے اپنے تئین ہلاک کیا - ہم خدا کی نسبت ایسی موت تجویز نہین کر سکتے کہ جان بھی گئی
اور کام بھی نہ ہوا اول تو یہ بات ہی خدا کے قدیم قانون قدرت کے مخالف ہے کہ خدا بھی موت اور فنا کو
اور ہر ایک نقصان اور ذلت کو اپنے پر قبول کر کے ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ
اس دعوے کو نہ تو کسی نظیر سے ثابت کیا گیا ہے تا یہ بات سمجھ مین آجائے کہ دو چار دفعہ پہلے بھی خدا نے ایسی
طور سے جنم لیا تھا...... اور دل قرار پکڑ جائے - اور نہ اس دعویٰ کو خدائی کرشمون کے ساتھ جو انسانی
معجزات کی حد سے باہر ہون بپایۂ ثبوت پہونچایا گیا ہے اور پھر با این ہمہ اس عقیدہ کی اصل غرض
جس کے لئے یہ عقیدہ تراشا گیا تھا بالکل مفقود ہے - دنیا مین نفسانی خواہشون کو پورا کرنے کے لئے
بڑے بڑے دو گناہ ہین - ایک شراب نوشی اور ایک بدکاری - اب کہو کیا یہ سچ نہین ہے - کہ
ان دو گناہون مین یورپ کے اکثر مردون اور عورتون نے پورا حصہ لیا ہے - بلکہ مین اس بات مین
مبالغہ نہین دیکھتا کہ شراب نوشی مین ایشیا کے تمام ملکون کی نسبت یورپ بڑھا ہوا ہے اور یورپ
کے اکثر شہرون مین شراب فروشی کی اسقدر دوکانین ملین گی کہ ہمارے قصبون کی ہر قسم کی دوکانین
ملا کر بھی ان سے کمتر ہون گی اور تجربہ شہادت دے رہا ہے کہ تمام گناہون کی جڑھ شراب ہے کیونکہ
وہ چند منٹ مین ہی بدمست بنا کر خون کرنے تک دلیر کر دیتی ہے اور دوسری قسم کا فسق و فجور
اس کے ضروری لوازم ہین - مین سچ سچ کہتا ہون اور اسپر زور دیتا ہون کہ شراب اور تقوے
ہرگز جمع نہین ہو سکتے - اور جو شخص اس کے بدنتیجون سے آگاہ نہین وہ عقلمند ہی نہین اور اسکے نیز
ایک اور بڑی مصیبت ہے کہ اس کی عادت کو ترک کرنا ہر ایک کا کام نہین +

اب اگر یہ سوال پیش ہو کہ اگر خون مسیح گناہون سے پاک نہین کر سکتا - جیسا کہ وہ واقعی
طور پر پاک نہین کر سکا تو پھر گناہون سے پاک ہونے کا کوئی علاج بھی ہے یا نہین کیونکہ گندی
زندگی درحقیقت مرنے سے بدتر ہے تو مین اس سوال کے جواب مین نہ صرف پر زور دعوے سے بلکہ
اپنے ذاتی تجربہ سے اور اپنی حقیقت اس آزمائشون سے دیتا ہون کہ درحقیقت گناہون سے پاک

ہونے کے لئے اس وقت سے جو انسان پیدا ہوا آج تک جو آخری دن ہین صرف ایک ہی ذریعہ گناہ اور نافرمانی سے بچنے کا ثابت ہوا ہے اور وہ یہ کہ انسان یقینی دلائل اور چمکتے ہوئے نشانون کے ذریعہ سے اس معرفت تک پہنچ جائے کہ جو درحقیقت خدا کو دکھا دیتی ہے اور کھل جاتا ہی کہ خدا کا غضب ایک کھا جانے والی آگ ہے اور پھر تجلی حسن آلٰہی ہو کر ثابت ہو جاتا ہے کہ ہر یک کامل لذت خدا میں ہے یعنی جلالی اور جمالی طور پر تمام پردے اٹھائے جاتے ہین۔ یہی ایک طریق ہے جس سے جذبات نفسانی رکتے ہین اور جس سے چارناچار ایک تبدیلی انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے اس جواب کے وقت کتنے لوگ بول اُٹھینگے کیا ہم خدا پر ایمان نہین رکھتے۔ کیا ہم خدا سے نہین ڈرتے اور اس سے محبت نہین رکھتے اور کیا تمام دنیا بجز تھوڑی افراد کے خدا کو نہین مانتی اور پھر وہ طرح طرح کے گناہ بھی کرتے ہین اور انواع و اقسام کے فسق و فجور مین مبتلا دکھائی دیتے ہین تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایمان اور چیز ہی اور عرفان اور چیز ہے۔ اور ہماری تقریر کا یہ مدعا نہین ہے کہ مومن گناہ سے بچتا ہے بلکہ یہ مدعا ہی کہ عارف کامل گناہ سے بچتا ہی۔ یعنی وہ کہ جس نے خوف الٰہی کا مزہ بھی چکھا اور محبت الٰہی کا بھی۔ شاید کوئی کہے کہ شیطان کو معرفت کامل حاصل ہی پھر وہ کیون نافرمان ہے اس کا یہی جواب ہے کہ اسکو وہ معرفت کامل ہرگز حاصل نہین ہے جو سعید دن کو بخشی جاتی ہے۔ انسان کی یہ فطرت مین ہی کہ کامل درجہ کی علم سے ضرور وہ متاثر ہوتا ہے اور جب ہلاکت کی راہ اپنا ہیبت ناک منہ دکھاوے تو اسکے سامنے نہین آتا مگر ایمان کی حقیقت صرف یہ ہے کہ حسن ظن سے مان لے لیکن عرفان کی حقیقت یہ ہی کہ اس مانی ہوئی بات کو دیکھ بھی لے۔ پس عرفان اور عصیان دونون کا ایک ہی دل مین جمع ہونا محال ہی جیسا کہ دن اور رات کا ایک ہی وقت مین جمع ہو جانا محال ہے *

تمہارا روزمرہ کا تجربہ ہے کہ ایک چیز کا مفید ہونا جب ثابت ہو جائے تو فی الفور اس کی طرف ایک رغبت پیدا ہو جاتی ہی اور جب مضر ہونا ثابت ہو جائے تو فی الفور دل اس سے ڈرنے لگتا ہی مثلاً جسکو یہ معلوم نہین کہ یہ چیز جو میرے ہاتھ مین ہی یہ سم الفار ہی وہ اسکو طباشیر یا کوئی مفید دوا سمجھ کر ایک ہی وقت مین تولہ یا دو تولہ تک بھی کھا سکتا ہی لیکن جسکو اس بات کا تجربہ ہو چکا ہی کہ یہ تو زہر قاتل ہے وہ بقدر ایک ماشہ بھی اس کو استعمال نہین کر سکتا کیونکہ وہ جانتا ہی کہ اس کے کھانیکے ساتھ ہی دنیا سے رخصت ہو جائیگا۔ اسی طرح جب انسان کو واقعی طور پر علم ہو جاتا ہی کہ بلاشبہ خدا موجود ہے

اور در حقیقت تمام قسم کے گناہ اس کی نظر مین قابل سزا ہین - جیسے چوری - خونریزی - بدکاری ظلم
خیانت - شرک - جھوٹ - جھوٹی گواہی دینا تکبر - ریاکاری - حرامخوری - دغا - دشنام دہی - دھوکہ دینا -
بدعہدی - غفلت اور بدمستی مین زندگی گذارنا - خدا کا شکر نہ کرنا - خدا سے نہ ڈرنا - اس کے بندون کی
ہمدردی نہ کرنا - خدا کو پُرخوف دل کے ساتھ یاد نہ کرنا - عیاشی اور دنیا کی لذات مین بکلی محو ہو جانا اور
منعم حقیقی کو فراموش کر دینا - دعا اور عاجزی سے کچھ غرض اور واسطہ نہ رکھنا - فروختنی چیز مین کھوٹ
ملانا - یا کم وزن کرنا - یا نرخ بازار سے کم بیچنا - مان باپ کی خدمت نہ کرنا بیویون سے نیک معاشرت نہ
رکھنا - خاوند کی پورے طور پر اطاعت نہ کرنا - نامحرم مردون یا عورتون کو نظر بد سے دیکھنا یتیمون ضعیفون
کمزورون درماندون کی کچھ پرواہ نہ کرنا - ہمسایہ کے حقوق کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھنا اور اسکو دکھ دینا اپنی
بڑائی ثابت کرنے کے لئے دوسرے کی توہین کرنا - کسی کو دلآزار لفظون کے ساتھ ٹھٹھا کرنا - یا توہین
کے طور پر کوئی بدنی نقص اس کا بیان کرنا - یا کوئی بُرا لقب اسکا رکھنا یا کوئی بیجا تہمت اسپر لگانا
یا خدا پر افترا کرنا اور نعوذ باللہ کوئی جھوٹا دعوئے نبوت یا رسالت یا منجانب اللہ ہونیکا کر دینا
یا خدا تعالے کے وجود سے منکر ہو جانا - یا ایک عادل بادشاہ سے بغاوت کرنا اور شرارت سے ملک مین فساد
برپا کرنا تو یہ تمام گناہ اس علم کے بعد کہ ہر یک ارتکاب سے سزا کا ہونا ایک ضروری امر ہے خودبخود
ترک ہو جاتے ہین +

شائد پھر کوئی دھوکہ کھا کر یہ سوال پیش کر دے کہ باوجود اسکے کہ جانتے بھی ہین کہ خدا موجود
ہے اور یہ بھی جانتے ہین کہ گناہون کی سزا ہوگی - پھر بھی ہم سے گناہ ہوتا ہے اسلئے ہم کسی اور ذریعہ
کے محتاج ہین تو ہم اسکا وہی جواب دینگے جو پہلے دیچکے ہین کہ ہرگز ممکن نہین اور کسی طرح ممکن نہین
کہ تم اس بات کی پوری بصیرت حاصل کر کے کہ گناہ کرنیکے ساتھ ہی ایک بجلی کی طرح تم پر سزا کی آگ
برسے گی پھر بھی تم گناہ پر دلیر ہو سکو گے یہ ایسی فلاسفی ہے جو کسی طرح ٹوٹ نہین سکتی - سوچو اور خوب
سوچو کہ جہان جہان سزا پانے کا پورا یقین تمہین حاصل ہے وہان تم ہرگز اس یقین کے برخلاف کوئی
حرکت نہین کر سکتے - بھلا بتلاؤ کیا تم آگ مین اپنا ہاتھ ڈال سکتے ہو - کیا تم پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اپنے تئین
گرا سکتے ہو کیا تم کنوئین مین گر سکتے ہو کیا تم چلتی ہوئی ریل کے آگے لیٹ سکتے ہو کیا تم شیر کے موہنہ
مین اپنا ہاتھ دے سکتے ہو - کیا تم دیوانہ کتے کے آگے اپنا پیر کر سکتے ہو کیا تم ایسی جگہ ٹھہر سکتے ہو جہان

بڑی خوفناک صورت سے بجلی گر رہی ہے۔ کیا تم ایسے گھر سے جلد باہر نہین نکلتے جہان شہتیر ٹوٹنے لگا ہے یا زلزلہ سے زمین نیچے کو دھسنے لگی ہے۔ بھلا تم مین سے کون ہے۔ جو ایک زہریلے سانپ کو اپنے پلنگ پر دیکھے اور جلد کود کر نیچے نہ آجائے۔ بھلا ایک ایسے شخص کا نام تو لو کہ جب اسکے کوٹھہ کو جسکے اندر وہ سوتا تھا آگ لگ جائے تو وہ سب کچھہ چھوڑکر باہر کو نہ بھاگے تو اب بتلاؤ کہ ایسا تم کیون کرتے ہو اور کیون ان تمام موذی چیزون سے علیحدہ ہو جاتے ہو مگر وہ گناہ کی باتین جو ابھی مین نے لکھی ہین ان سے تم علیحدہ نہین ہوتے اس کا کیا سبب ہے۔ بس یاد رکھو کہ وہ جواب جو ایک عقلمند پوری سوچ اور عقل کے بعد دیسکتا ہے وہ یہی ہے کہ ان دونون صورتون مین علم کا فرق ہے یعنی خدا کے گناہون مین اکثر انسانون کا علم ناقص ہے اور وہ گناہون کو برا تو جانتے ہین مگر شیر اور سانپ کی طرح نہین سمجھتے اور پوشیدہ طور پر ان کے دلون مین یہ خیالات ہین کہ یہ سزائین یقینی نہین ہین۔ یہانتک کہ خدا کے وجود مین بھی ان کو شک ہے کہ وہ ہے یا نہین اور اگر ہے تو پھر کیا خبر کہ روح کو بعد مرنیکے بقا ہے یا نہین اور اگر بقا بھی ہے تو پھر کیا معلوم کہ ان جرائم کی کچھہ سزا بھی ہے یا نہین بلاشبہ بہتون کے دلون کے اندر یہی خیال چھپا ہوا موجود ہے۔ جسپر انہین اطلاع نہین لیکن وہ خوف کے تمام مقامات جن سے وہ پرہیز کرتے ہین جن کی چند نظیرین مین لکھہ چکا ہون انکی نسبت سب کو یقین ہے کہ ان چیزون کے نزدیک جاکر ہم ہلاک ہو جائینگے اسلئے ان کے نزدیک نہین جاتے بلکہ ایسی مہلک چیزین اگر اتفاقاً سامنے بھی آجائین تو چیخین مار کر ان سے دور بھاگتے ہین سو اصل حقیقت یہی ہے کہ ان چیزونکے دیکھنے کیوقت انسان کو علم یقینی ہے کہ انکا استعمال موجب ہلاکت ہے۔ مگر مذہبی احکام مین علم یقینی نہین ہے بلکہ محض ظن ہے اور اس جگہ رویت ہے اور اس جگہ محض کہانی ہے سو مجرد کہانیون سے گناہ ہرگز دور نہین ہو سکتے۔ مین اس لئے تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر ایک مسیح نہین ہزار مسیح بھی مصلوب ہو جائین تو وہ تمہین حقیقی نجات ہرگز نہین دیسکتے۔ کیونکہ گناہ سے یا کامل خوف چھوڑاتا ہے یا کامل محبت اور مسیح کا صلیب پر مرنا اول خود جھوٹھ اور پھر اس کو گناہ کا جوش بند کرنے سے کوئی بھی تعلق نہین۔ بسوچ لو کہ یہ دعوی تاریکی مین پڑا ہوا ہے جسپر نہ تجربہ شہادت دیسکتا ہے اور نہ مسیح کی خودکشی کی حرکت کو دوسرون کے گناہ بخشے جانے سے کوئی تعلق پایا جاتا ہے حقیقی نجات کی فلاسفی یہ ہے کہ اسی دنیا مین انسان گناہ کے دوزخ سے نجات پاجائے مگر تم سوچ لو

کہ کیا تم ایسی کہانیون سے گناہ کے دوزخ سے نجات پا گئے یا کبھی کسی نے ان بیہودہ قصون سے نہین کچھ بھی سچائی نہین اور جنکو حقیقی نجات کے ساتھ کوئی بھی رشتہ نہین۔ نجات پائی ہو مشرق و مغرب مین تلاش کرو کبھی تمہین ایسے لوگ نہین ملینگے جو ان قصون سے اُس حقیقی پاکیزگی تک پہونچگئے ہون جس سے خدا نظر آجاتا ہے اور جس سے نہ صرف گناہ سے بیزاری ہوتی ہے۔ بلکہ بہشت کی صورت پر سچائی کی لذتین شروع ہو جاتی ہین۔ اور انسان کی روح پانی کیطرح بہ کر خدا کے آستانہ پر گرجاتی ہے اور آسمان سے ایک روشنی اترتی اور تمام نفسانی ظلمت کو دور کردیتی ہے۔ اُسی طرح جبکہ تم روز روشن مین چارون طرف کھڑکیان کھولدو تو یہ طبعی قانون تمہین نظر آجائیگا کہ فی الفور سورج کی روشنی تمہارے اندر آجائیگی لیکن اگر تم اپنی کھڑکیان بند رکھوگے تو محض کسی قصہ یا کہانی سے وہ روشنی تمہارے اندر نہین آسکتی تمہین روشنی لینے کے لئے یہ ضرور کرنا پڑیگا کہ اپنے مقام سے اُٹھو اور کھڑکیان کھولدو تب خود بخود روشنی تمہارے اندر آجائیگی اور تمہارے گھر کو روشن کردیگی۔ کیا کوئی صرف پانی کے خیال سے اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔ نہین بلکہ اُس کو چاہیے کہ اُفتان و خیزان پانی کے چشمہ پر پہونچے۔ اور اُس زلال پر اپنی لبین رکھدے تب اُس آب شیرین سے سیراب ہو جائیگا*

سو وہ پانی جس سے تم سیراب ہو جاؤگے اور گناہ کی سوزش اور جلن جاتی رہیگی وہ یقین ہے۔ آسمان کے نیچے گناہ سے پاک ہونیکیلئے بجز اس کے کوئی بھی حیلہ نہین کوئی صلیب نہین جو تمہین گناہ سے چھوڑا سکے۔ کوئی خون نہین جو تمہین نفسانی جذبات سے روک سکے۔ ان باتون کو حقیقی نجات سے کوئی رشتہ اور تعلق نہین حقیقتونکو سمجھو۔ سچائیون پر غور کرو۔ اور جسطرح دنیا کی چیزون کو آزماتے ہو اس کو بھی آزماؤ۔ تب تمہین جلد سمجھ آجائیگی کہ بغیر سچے یقین کے کوئی روشنی نہین جو تمہین نفسانی ظلمت سے چھوڑا سکے اور بغیر کامل بصیرت کے مصفا پانی کے تمہاری اندرونی غلاظتون کو کوئی بھی دھو نہین سکتا۔ اور بغیر رویت حق کی زلال کے تمہاری جلن اور سوزش کبھی دور نہین ہو سکتی۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو اُسکے دور کرنیکی اور تدبیرین تمہین بتلاتا ہے اور جاہل ہے وہ انسان جو اور قسم کا علاج کرنا چاہتا ہے۔ وہ لوگ تمہین روشنی نہین دیسکتے بلکہ اور بھی ظلمت کے گڑھے مین ڈالتے ہین اور تمہین آب شیرین نہین دیتے بلکہ وہ اور بھی جلن اور سوزش زیادہ کرتے ہین۔ کوئی خون تمہین فائدہ نہین پہنچا سکتا مگر وہ خون جو یقین کی غذا سے خود تمہارے اندر پیدا ہو۔ اور کوئی صلیب تمہین چھوڑا نہین سکتی مگر راہ راست کی صلیب یعنی سچائی پر صبر کرنا۔ سو تم آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کیا یہ سچ نہین کہ تم روشنی کو ہی دیکھ سکتے ہو نہ کسی اور چیز سے اور صرف

سیدھی راہ سے منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہو۔ نہ کسی اور راہ سے دنیا کی چیزین تم سے نزدیک ہین اور
دین کی چیزین دور۔ پس جو نزدیک ہے انہین پر غور کرو اور ان کا قانون سمجھ لو اور پھر دور کو...
اس پر قیاس کر لو۔ کیونکہ وہی ایک ہے جس نے یہ دونون قانون بنائے ہین تم مین سے کون ہے
جو بغیر آنکھون کے دیکھ سکتا ہے یا بغیر کانون کے سن سکتا ہو یا بغیر زبان کے بول سکتا ہے۔
پھر تم کیون اسی قانون سے روحانی امور مین فائدہ نہین اٹھاتے۔ تم آنکھون کے ہوتے ہوئے
کسی ایسے مقام پر ٹھہر سکتے ہو جو اتاہ گڑھے کے قریب ہے۔ یا کانون کے ہوتے ہوئے تم ایسی آواز
سے متنبہ نہین ہو سکتے جو چورون کی آمد کی تمہین خبر دیتی ہے یا زبان کے ہوتے ہوئے جو تمہین
کڑوی اور شیرین مین فرق دکھلاتی ہے پھر بھی کڑوی اور زہریلی چیزین کھا سکتے ہو۔ جو
تمہاری زبان کو کاٹین اور تمہارے معدہ مین فساد پیدا کرین اور قے لاوین اور بدن کو سوجاوین
اور انجام کار ہلاک کر دین۔ سو تم انہین اعضا سے سمجھ لو کہ تم روحانی طور پر بھی روحانی زندگی کیلئے
اس بات کے محتاج ہو کہ تمہین ایک روشنی ملے جو برے راہون کی برائی تمہین دکھائے اور تمہین
ایک آواز ملے جو چورون اور ڈاکوؤن کے گذرگاہ سے تمہین علیحدہ کرے اور تمہین ایک ذائقہ
ملے جس سے تم کڑوی اور شیرین اور زہر اور تریاق مین فرق کر سکو سو جن باتون کو ہلاکت سے
بچنے کے لئے تمہین طلب کرنا چاہئے وہ یہی ہین۔ یہ کسی طرح ممکن نہین کہ تم بغیر روشنی حاصل کئے محض اندھے
رہ کر پھر کسی خون سے نجات پا جاؤ۔ نجات کوئی ایسی شے نہین ہے جو اس دنیا کے بعد ملے گی۔
سچی اور حقیقی نجات اسی دنیا مین ملتی ہے وہ ایک روشنی ہے جو دلون پر اترتی ہے اور دکھا دیتی
ہے کہ کونسے ہلاکت کے گڑھے ہین۔ حق اور حکمت کی راہ پر چلو کہ اس سے خدا کو پاؤ گے اور اپنے
دلون مین گرمی پیدا کرو تا سچائی کی طرف حرکت کر سکو۔ بدنصیب ہے وہ دل جو ٹھنڈا پڑا ہوا اور بدبخت
ہے وہ طبیعت جو افسردہ ہے اور مردہ ہے۔ وہ کانشنس جس مین چمک نہین۔ پس تم اس ڈول سے
کم نہ رہو جو کنوئین مین خالی گرتا اور بھر کر نکلتا ہے اور اس چھاننی کی صفت مت اختیار کرو
جس مین کچھ بھی پانی نہین ٹھہر سکتا اور ایک راہ سے آتا اور دوسری راہ سے چلا جاتا ہے۔ کوشش
کرو کہ تندرست ہو جاؤ اور وہ دنیا طلبی کے تپ کی زہریلی گرمی دور ہو جائے جسکی وجہ سے نہ آنکھون مین
روشنی ہے نہ کان اچھی طرح سن سکتے ہین نہ زبان کا مزہ درست ہے۔ اور نہ ہاتھون مین

زر اور نہ پیرون مین طاقت ہے۔ایک تعلق کو قطع کرو تا دوسرا تعلق پیدا ہو۔ایک طرف سے دل کو روکو تا دوسری طرف دل کو راہ ملجائے۔زمین کا نجس کیڑا پھینک دو تا آسمان کا چمکیلا ہیرا تمہین عطا ہو۔اور اپنے مبدا کیطرف رجوع کرو وہی مبدا جسکے آدم اس خدائی روح سے زندہ کیا گیا تھا تا تمہین تمام چیزون پر بادشاہت ملے جیساکہ تمہارے باپ کو ملی۔

دن گذر گیا اب عصر کا وقت ہے چار بجنے کے قریب رات ہوا چاہتی ہے۔سورج غروب ہونے کو ہے۔اب اگر دیکھنا ہے دیکھ لو۔پھر کیا دیکھوگے۔قبل اسکے کہ کوچ کرو۔اپنے کھانے کے لئے عمدہ چیزین آگے بھیجو نہ پتھر اور اینٹ۔اور پہننے کے لئے لباس روانہ کرو نہ کانٹے۔اور خس و خاشاک۔وہ خدا جو بچے کے پیدا ہونے سے پہلے پستان مین دودھ ڈالتا ہے۔اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی زمانہ مین تمہارے ہی ملکون مین.....ایک بھیجا ہے۔تا ماں کی طرح اپنی چھاتیون سے تمہین دودھ پلاوے۔وہی تمہین یقین کا دودھ پلائیگا جو سورج سے زیادہ سفید اور تمام شرابون سے زیادہ سرور بخشتا ہے پس اگر تم جینے پیدا ہوئے ہو مردہ نہین ہو تو آؤ اس پستان کی طرف دوڑو۔کہ تم اس سے تازہ دودھ پیوگے۔اور وہ دودھ اپنے برتنون سے پھینک دو کہ جو تازہ نہین اور گندی ہواؤن نے اس کو متعفن کر دیا ہے اور اس مین کیڑے چل رہے ہین جن کو تم دیکھ نہین سکتے۔وہ تمہین روشن نہین کر سکتا بلکہ اندر داخل ہوتے ہی طبیعت کو بگاڑ دے گا۔کیونکہ اب وہ دودھ نہین ہے۔بلکہ ایک زہر ہے ہر ایک سفیدی کو بنظر تعریف نہ دیکھو۔کیونکہ بعض سپید سے بعض سیاہ ہی اچھے ہین۔جیساکہ بال سیاہ جوانی کی طاقت پر دلالت کرتا ہے اور بال سفید ضعف اور کمزوری اور پیرانہ سالی پر۔اسی طرح ریاکاری کی سپیدی اور نیکی کی نمایش کسی کام کی نہین ہے اس سے گنہگار سادہ وضع اچھا ہے۔کہ جو فریب سے اپنے گناہ کو نہین چھپاتا۔سو مین سچ سچ کہتا ہون کہ وہ خدا کی مغفرت سے زیادہ قریب ہے ان چیزون پر بھروسہ مت کرو جو یقینی نہین جن کے ساتھ کوئی حقیقی روشنی نہین جن کے نیچے کوئی پاک فلسفہ نہین کہ وہ سب ہلاکت کی راہین ہین تم اپنے دلون کی خواہشون کا اندازہ کرو کہ وہ کیا چیز چاہتے ہین اور کس طور سے وہ سمجھ سکتے ہین کہ اس طرح ہم بدی سے الگ ہو سکتے ہین +

کس علاج پر ان کا کانشنس بولتا ہے کہ یہ ہمارے لئے کافی ہوگا۔کیا کوئی دل اس بات کو قبول

کرتا ہے کہ مسیح کا خون اُسکو گناہ کرنے سے خوف دلائے۔ بلکہ تجربہ بتلا رہا ہے کہ اور بھی دلیر کرتا ہے۔ کیونکہ
مسیح کے خون پر بھروسہ کرنیوالا جانتا ہے کہ اُس کے گناہ کا فدیہ ادا ہو چکا ہے لیکن گناہ کے زہر کا
علم جسکو دیا جائیگا وہ کسیطرح گناہ نہین کرسکتا۔ کیونکہ وہ اسمین اپنی ہلاکت دیکھتا ہے۔ سو خدا کی طرف
سے ایک بھیجا گیا ہے جو ایسے علم تک تمہین پہنچانا چاہتا ہے جس سے تمہارے دل خدا کو دیکھ لین اور بدی
کے زہر کو دیکھ لین تب خود بخود تم گناہ سے بھاگو گے جیسا کہ ایک انسان شیر سے بھاگتا ہے پس اس رسالہ
کا ضروری فرض یہی ہوگا کہ اسکی تعلیم اور اس کے نشانون کو دنیا مین پھیلا دے۔ تا جو لوگ صلیب اور مسیح کے
خون مین نجات ڈھونڈتے ہین وہ حقیقی نجات کے چشمہ کو دیکھ لین۔ حقیقی نجات اُن پانیون مین نہین ہے
جنمین ایک حصہ پانی اور بیس حصہ کیچڑ اور غلاظت۔ دلون کو دھونیوالا پانی آسمان سے اپنے وقت پر اُترتا ہے
جو نہر اُس سے لبالب چلتی ہے وہ کیچڑ اور میلے پانی سے بہت دور ہوتی ہے اور لوگ صاف اور عمدہ پانی
اس کا استعمال کرتے ہین لیکن وہ نہر جو خشک ہو اور کچھ تھوڑا پانی اُس مین کھڑا ہے اور وہ بھی متعفن اُس
مین وہ لطافت اور صفائی نہین رہ سکتی اور بہت سا کیچڑ اُس سے ملجاتا ہے۔ اور کئی حیوان اُسمین بول براز کرتے
ہین اسیطرح جب دلکو خدا کا علم دیا گیا ہے اور یقین بخشا گیا ہے وہ اُس لبالب نہر کی مانند ہے جو تمام کھیتون کو سیراب کرتی
جاتی ہے اور اُس کا صاف اور ٹھنڈا پانی دلونکو تسکین بخشتا اور کلیجون کی جلن کو دور کرتا ہے اور وہ نہ صرف
آپ پاک ہی بلکہ پاک بھی کرتا ہے کیونکہ وہ حکمت اور دانش بخشتا ہے کہ جو دلون کا زنگ دور کرتی ہے گناہ سے نفرت
دلاتی ہے مگر وہ جو تھوڑے پانی کی مانند ہے جسمین کیچڑ ملا ہوا ہے وہ مخلوق کو کچھ فائدہ نہین پہنچا سکتا۔ اور نہ
اپنے تئین صاف کرسکتا ہے سو اب وقت ہے اٹھو اور یقین کا پانی تلاش کرو کہ وہ تمہین ملیگا اور کثرت یقین سے
ایک دریا کی طرح بہہ نکلو۔ ہر ایک شک و شبہ کی نجاست سے پاک ہو کر گناہ سے دور ہو جاؤ یہی
پانی ہے جو گناہ کے نقوش کو دہوئے گا اور تمہارے لوح سینہ کو صاف کر کے ربانی نقوش
کے لئے مستعد کر دے گا۔ تم نفسانی حروف کو اس لوح خاطر سے کسیطرح مٹا نہین سکتے جب تک کہ یقین کے
صاف پانی سے اُسکو دہو نہ ڈالو۔ قصد کرو تا تمہین توفیق دیجائے اور ڈھونڈو تا تمہارے لئے میسر کیا
جائے اور دلون کو نرم کرو تا ان باتون کو تم سمجھ سکو۔ کیونکہ ممکن نہین کہ سخت دل حقیقتون کو سمجھ سکے۔
کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم بغیر اس راہ کے کہ خدا کی عظمت تمہارے دلمین قائم ہو اور اُس زندہ خدا کا جلال تم پر کھلے اور اُس کا اقتدار تم پر ظاہر ہو اور
دل یقین کی روشنی سے بھر جائے کسی اور طریق سے تم گناہ سے سچی نفرت کرسکو ہرگز نہین ایک ہی راہ ہے اور ایک ہی خدا اور ایک ہی قانون +